هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

فاروق
قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ
سرپرستان - معاونین - عام - طلباء - ششماہی
عہ - ۵ - ۳ - ۲ - ۱
انڈیا ۵ - ...

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ -

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹-۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱-۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۵-۱۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماجی احراری اور احمدی

آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا مقابلہ کرنے کے لئے آریہ سماجی پیش پیش تھی۔ اور ان کی انگیخت پر مسلمانوں کا ناعاقبت اندیش طبقہ جس کو احراری کہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اس قدر اندھا ہو چکا ہے۔ کہ شرافت سے کام لینا احراریوں کے نزدیک گناہ ہے۔ جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنا باعث فخر جانتے ہیں۔ اور شریفوں کی پگڑیاں اُچھالنا ان کا شیوہ ہو چکا ہے ؎

سفلہ رسوائی سے خوش سیاہی سے جون نقش نگیں
منہ ہُوا کالا بلا سے نام تو روشن ہوا!!

آریہ سماج کا مقصد اپنے "رشی دیانند نے آریہ حکومت قائم کرنا ہے" آریہ سماج کو منش ماتر کے اپکار کیلئے قائم کیا تھا۔ ان کی یہ خواہش تھی۔ کہ ہندوستان میں ہندوستانیوں کی حکومت ہو۔ وہ سب سے پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے سودیشی کا پرچار شروع کیا۔ وہ انگریزی حکومت کے مخالف تھے اگر انہوں نے آریہ سماج کو جنم دیا تو صرف اس لئے نہیں کہ وہ ہندوؤں میں مذہبی اور معاشرتی اصلاح کرے۔ بلکہ ان کا مقصد اس سے بہت بلند تھا۔ وہ سنسار میں آریہ سوراجیہ قائم کرنا چاہتے تھے اور اس طرح سب ممالک کو ایک جھنڈے تلے لا کر ایک بین الاقوامی آریہ سلطنت قائم ہوتی دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ آریہ سماج کا جنم صرف مذہبی اور مجلسی اصلاح کے لئے ہی ہوا تھا۔ ہماری رائے میں اب اس کی حقیقی جدوجہد کا آغاز ہونا ہے اور وہ تب ہی ہوگا۔ جب آریہ سماج ملک کی سیاسی جدوجہد میں ویسا ہی نمایاں حصہ لیگا۔ جیسا اس نے مذہبی اور مجلسی جدوجہد میں لیا ہے۔ اور جب وہ دیانند کے آزاد ہندوستان کے خواب کو ایک حقیقت بنا کر دکھا دیگا" (از آریہ اخبار پرتاپ لاہور ۲۳ر جولائی ۱۹۳۲ء)

ناظرین آپ یہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ کہ ہمارے دیانندی متر کھلم کھلا اس بات کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ آریہ سماج کا سب سے بلند اور اعلےٰ مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے نکالکر آریہ حکومت قائم کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آریہ سماج نے دو طریقے استعمال کئے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ ہندو نوجوانوں کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف اس قدر نفرت پیدا کر دیں۔ کہ ہندو نوجوان انگریزوں کو قتل کرنا قومی فرض جان لیں۔ اور دوسرے یہ کہ ہندوستان کی باقیماندہ اقوام کو کچل کر رکھ دیں۔ اور سکھوں کو سکھوں سے۔ مسلمانوں کو مسلمانوں سے اور عیسائیوں کو عیسائیوں سے لڑا دیں۔ اور ساتھ ہی ان افراد یا جماعتوں کو بھی مٹا دیں۔ جو امن کو بحال رکھنے کے لئے انگریزی حکومت کی جائز مدد کرتی ہیں۔

ستیارتھ پرکاش میں غیر آریہ } سوراجیہ اندرونی حکومت کی مخالفت } میں نے جیل کے اندر تین بار ستیارتھ پرکاش کو پڑھا۔ اور پڑھا یا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ستیارتھ پرکاش

معذرت:- خاکسار ایڈیٹر ایک ضروری کام کے لئے ۱۸ر جولائی کو لدھیانہ گیا تھا۔ جہاں سے ۲۳ر جولائی کو واپس آیا۔ اس لئے ہر دو ہفتہ کا پرچہ ۲۱ و ۲۸ر جولائی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا کوئی سملاس ایسا نہیں جس کے اندر کسی نہ کسی طرح سے رشی نے اپنے خیالات ودیشی راجیہ (انگریزی حکومت احمدی شرما) کے خلاف ظاہر نہ کئے ہوں۔"

(آریہ ویر رشی نمبر ۲ ر اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۲۲)

اس حوالہ سے یہ بات صاف عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کی کتاب ستیارتھ پرکاش اپنا رنگ لا رہی ہے۔ اور آریوں کے دلوں میں حکومت انگریزی کے خلاف نفرت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھر رہی ہے اور آریہ اس ستیارتھ کے ذریعہ غیر آریوں کے دلوں میں بھی نفرت کا پودا لگا رہے ہیں۔ اور اگر اس شرارت کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ پھر امن بحال کرنے کے لئے گورنمنٹ وقت کو لاکھوں قیمتی جانوں کو قربان کرنا اور کروڑوں روپوؤں کا بوجھ سر پر اٹھانا پڑے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کی طرف کڑی نگرانی رکھی جاوے۔

ظلم تو یہ ہے۔ کہ آریہ سماج نہ صرف انگریزوں کو ہندوستان سے خارج کر کے اپنی آریہ حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ آریوں کا پرم دھرم ہے۔ کہ غیر آریوں مثلاً مسلم۔ جینی۔ سکھ اور عیسائیوں کو بھی زبردستی ہندو بنا لیا جاوے۔ یا انکو بھی ہندوستان سے خارج کر کے پورن آریہ راج قائم کیا جاوے۔ غیر آریوں کو آریہ حکومت کی قائمی کے لئے قربانی کا بکرا بنانے کی خاطر آریوں نے دو طریقے اختیار کئے۔ ایک پولٹیکل اور دوسرا مذہبی۔ پولٹیکل طریقہ تو یہ تھا۔ کہ جگہ بجگہ انگریزوں کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے اپنے آدمی چھوڑ دیئے۔ مثلاً اگر مقدمات پر نظر ڈالی جائے۔ میرٹھ کی سازش ہو یا لاہور کی ہندو نوجوانوں پر ہی نظر پڑتی ہے۔ "ہندو نوجوانوں کو خواہ مخواہ گورنمنٹ کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے۔" (اخبار ہندو لاہور ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۳)

یہ تو ہوا پولٹیکل پہلو۔ اب میں آریہ سماج کے مذہبی پہلو کو بھی ناظرین کی خدمت میں رکھتا ہوں۔

مسلم کو زبردستی ہندو بنانا "ہندوؤں کے پنڈتوں اور براہمنوں کے دلوں سے مسلمانوں کے لئے اس واسطے نفرت دور ہونی چاہیئے۔ تاکہ ان کو ہندو مضائح سے راہ و رغبت سے۔ امید و لالچ سے بلکہ سختی اور زبردستی سے بھی ہندو مذہب میں شامل کر لیں۔"

(اخبار ہندو لاہور ۱۲ر جون ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۵)

جب ان واقعات کو اسلام اور امن کا درد رکھنے والوں نے گہری نظر سے دیکھا۔ تو وہ اسکا مقابلہ کرنے کو کھڑے ہو گئے۔ اور جماعت احمدیہ نے خداوند تعالےٰ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے آریوں کے مقابلہ کے لئے اپنے آدمیوں کو میدان مقابلہ میں نکالا۔ آریوں کے شدھی کے چکر کو توڑنے کے لئے اپنے واعظین کو ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ ہندوستان کے امن کو برقرار رکھنے کے لئے اور حکومت اور رعایا کو بدامنی کی مصیبت سے نجات دلانے کے لئے خوب کام کیا۔ وہ آریہ جو تمام دنیا پر آریہ حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر تلملا اُٹھے ان کے دماغ چکر لگے۔ ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ جب سیدھی انگلیوں سے گھی نکلتا نہ دیکھا تو ٹیڑھی چالوں پر آ گئے۔ اور آریہ نیتی پر عمل کرنا شروع کر دیا جو یہ ہے۔ "جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کی تاک میں رہتا ہے ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے۔ دولت وغیرہ چیزوں کو اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لاوے۔ اور چیتے کی مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے۔ نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جائے۔ اور بعد ازاں انکو حکمت سے پکڑے۔"

باب ۶ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴ "عمل ایسا ہونا چاہیئے جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۶ صفحہ ۲۳۷)

لیکن جماعت احمدیہ نے خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے آریوں کے مکر و فریب کے جال کے تار تار الگ کر کے دکھا دیئے نہ آریوں کو گورنمنٹ کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہونے دیا۔ نہ مسلمانوں کو فوج در فوج آریوں میں شامل ہونے دیا۔ آریوں نے جماعت احمدیہ کی اس عظیم الشان کامیابی کو دیکھ کر اپنے رویہ کو بدل لیا۔ اور اپنی تمام طاقت گورنمنٹ کے پہلوؤں کو کمزور کرنے کی غرض سے اس کے خیر خواہوں کو مٹانے کا تہیہ کر لیا اور ساتھ ہی مسلمانوں کو مسلمانوں کی بربادی کے لئے خریدنا شروع کر دیا۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہا دیا۔ ملاحظہ ہو۔

مسلم کو ہندو بنانے کیلئے روپیہ پانی کی طرح بہانا "مسلمانوں کو کھلے بندوں اپنے میں لینا شروع کر دیں۔ انکو ہندو بنانے کے لئے اپنی دولت کو پانی کی طرح بہا دیں۔"

(اخبار ہندو لاہور ۱۲ر جون ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۹)

یہ ایک ایسا خطرناک ہتھیار تھا۔ جسکو آریوں نے دیانندی تہذیب کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کے سر یعنے علماء کو خرید کر انکو مسلمانوں کی بربادی کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ غیر احمدی مسلمان بُری طرح اس جال میں پھنس گئے۔ چونکہ عام مسلمان اپنی شامت اعمال کے باعث اسلامی تعلیم سے منہ موڑ کر علمائے سوء کے پھندے میں پھنس رہے ہیں۔ اور اپنے نفع اور نقصان کو سوچے بغیر اسلام کی بیخکنی کرنیوالے علماء کے مکر و فریب کا شکار ہو کر بربادی کی گہری غار میں گر چکے ہیں۔ اسلئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدی مسلم احباب کو بربادی کے منہ سے نکالنے کے لئے چند گذشتہ واقعات کا ذکر کر کے آئندہ کے لئے ان کو کامیابی اور بہتری کا راستہ بتا دیں۔

ہندوؤں نے گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانوں کو لڑانے کیلئے علماء سے کام لینا شروع کیا۔ اور روپیہ کو پانی کی طرح بہا کر جمعیت العلماء۔ احرار اور امام الہند وغیرہ کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔ غیر احمدی علماء نے مسجدوں اور عام جگہوں میں گورنمنٹ انگریزی کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے وعظ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور صاف صاف یہ کہنے لگے۔ کہ انگریزوں کو برباد کرنا جہاد حریت ہے۔

اخبار زمیندار لاہور اور انگریز "راولپنڈی ۱۸ر جون کل رات انجمن مجاہدین اسلام راولپنڈی کا چوتھا اجلاس ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے ایک معرکۃ الآرا تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ ۱۸۵۷ء جس میں میرے والد کو سزا دی گئی تھی غدر سے تعبیر نہیں ہو سکتا۔ چونکہ غدر اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کو کہتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ واقعہ چونکہ کافر حکومت کے خلاف تھا اس لئے جنگ حریت کہا جا سکتا ہے۔" (اخبار زمیندار لاہور ۲۲ جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۲ کالم ۳ دوم)

اخبار زمیندار مسلمانوں کو برملا اور کھلم کھلا یہ کہہ رہا ہے کہ اے مسلمانو! چونکہ انگریزی حکومت کافری حکومت ہے اس لئے اس کے خلاف کھڑا ہونا اور گورنمنٹ انگریزی کو مٹانے کیلئے جنگ کرنا جنگ حریت ہے۔ خدا جانے گورنمنٹ انگریزی کے پریس برانچ کا محکمہ کس کونے میں سویا پڑا ہے۔ اور اپنا کام کرنے سے کیوں کنی کتراتا ہے اخبار زمیندار اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے "کہ مجلس احرار اسلام کی سچی اور بے لوث خدمت گذار ہے جو ضرورت پڑے تو ایوان حکومت سے ٹکرا جانے اور دار و رسن تک کو بوسہ دینے کے لئے تیار رہتی ہے" (اخبار زمیندار لاہور ۷ نومبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۲ کالم ۱)

اخبار زمیندار جو احرار کی بنیاد ہے وہ یہ اظہار کر رہا ہے کہ انگریز کی حکومت کے خلاف جو کہ کافرانہ حکومت ہے جنگ کرنا جنگ حریت ہے۔ اور گورنمنٹ انگریزی کے مقابلہ کرنے کے لئے مجلس احرار ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اور اگر ضرورت پڑے تو انگریزوں سے بغاوت کر کے تختہ پھانسی پر بھی چڑھنے کے لئے تیار ہے کیونکہ دار و رسن کو بوسہ دینے کے لئے ہمیشہ قتل و خونریزی ہی ایک ذریعہ ہے۔ گورنمنٹ جانے اور اس کا کام۔ ہم ان واقعات کا اظہار صرف اور صرف اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان یہ دیکھیں کہ وہ لوگ جو ان کے علماء کہلاتے ہیں۔ ہندوؤں سے روپیہ لیکر مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کیلئے آریوں کے آلۂ کار بن کر ہندوستان کے امن کو برباد کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو بربادی کے گہرے غار میں دھکیل رہے ہیں۔

اگر اب بھی مسلمانوں نے اپنی آنکھوں کو نہ کھولا۔ اور دوست و دشمن میں تمیز کرنا نہ سیکھا۔ تو یقیناً مسلمانوں کو پھر بہت بڑی تباہی کا منہ دیکھنا پڑیگا اور اس تباہی کا کچھ نمونہ مسلمان دیکھ بھی چکے ہیں۔ مثلاً انگریز کی ملازمت حرام کرنے والے یہی علماء تھے جو بازاروں میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو یہ کہتے تھے۔ کہ انگریز کی نوکری کرنا خصوصاً فوج اور پولیس کی ملازمت از روئے قرآنی شرع حرام ہے۔ علماء کے اس قسم کے فتویٰ نے مسلمانوں کو گھر کا رکھا نہ گھاٹ کا۔

چونکہ فوج اور پولیس میں عموماً مسلمان کام کرتے ہیں۔ اس لئے ہندوؤں نے مولویوں سے پہلے اس محکمہ سے مسلمانوں کو نکلوانے کی کوشش شروع کی اور اس پر طرہ یہ کہ ہندوؤں نے گورنمنٹ کو یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ چونکہ فوج اور پولیس میں مسلمان زیادہ ہیں اس لئے آئندہ مسلمانوں کو پولیس وغیرہ میں نوکر نہ رکھا جائے۔ بلکہ پولیس وغیرہ کے محکمہ میں صرف ہندوؤں اور سکھوں کو بھرتی کیا جاوے ؎

انتہائے سادگی سے کہا گیا مزدور مات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار

بے شمار مسلمانوں نے مولویوں کی چالوں کو نہ جان کر نوکریاں چھوڑ دیں۔ افسوس وہ قابل اور مذہبی مسلمان جو آرام سے پیٹ بھر کر روٹی کھاتے تھے اور اپنے بال بچوں کو آسانی کے ساتھ پروان چڑھا رہے تھے۔ دانے دانے کیلئے محتاج ہو گئے ہیں۔ پیٹ پالنے کے لئے ان کو روٹی ملتی ہے نہ بدن ڈھانپنے کیلئے ان کو کپڑا میسر ہے۔ اور کئی بدقسمت نوجوان اپنے بوڑھے والدین کو رونے کے لئے اور اپنی اولاد کو تڑپنے اور بلکنے کیلئے چھوڑ کر اس الم ناک زندگی سے چھٹکارا پانے کے لئے خودکشی جیسے گناہ عظیم کے مرتکب ہو کر اس دار فانی سے نامراد ہی چلے گئے۔ افسوس اور صد افسوس مسلمانو اب بھی وقت ہے کہ ان انسان نما درندہ صفت مولویوں کے پنجے سے رہائی حاصل کرو۔

مسلمان اور ہجرت } اس تباہی اور بربادی کو کم سمجھتے ہوئے ہندوؤں نے مولویوں کو یہ سبق پڑھایا کہ چونکہ مسلمان انگریزی حکومت کا تختہ الٹنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس لئے اے مولویو تم مسلمانوں کو یہ کہو کہ ہندوستان دار الحرب ہے۔ اس لئے ہندوستان سے ہجرت کر جاؤ۔ ہندوؤں کا یہ داؤ بھی مسلمانوں پر چل گیا۔ مسلمانوں نے لاکھوں اور کروڑوں روپوں کی جائیدادوں کو کوڑیوں کے مول ہندوؤں کے ہاتھوں بیچ دیا۔ ہندوؤں نے اپنے ہاتھ خوب رنگے۔ مگر مسلمانوں کو پھر بھی ہوش نہ آیا ؎

مٹاتے ہیں جو وہ ہم کو تو اپنا کام کرتے ہیں
مجھے حیرت تو ان پر ہے جو اس مٹنے پہ مرتے ہیں

احمدی جماعت نے جب ان واقعات کو بچشم خود دیکھ کر مسلمانوں پر ظلم و ستم کی آریاں چلتی دیکھیں تو اس سے رہا نہ گیا۔ اور وہ بفضل خداوند کریم اپنے پیارے اور محبوب امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں کام کرنے لگی۔ اور بدامنی کو روکنے کے لئے اپنے آدمیوں کو ہندوستان میں پھیلا دیا۔ اور ہندوؤں کی کسی چال کو نہ چلنے دیا۔ اس وقت یہ کہا جاتا تھا کہ احمدی گورنمنٹ کے غلام اور خوشامدی ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کے دشمن ہیں۔ مگر اب یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ احمدی لوگ گورنمنٹ کے خطرناک دشمن ہیں۔ اور گورنمنٹ کو مٹا کر اپنی حکومت قائم کر رہے ہیں۔ لیکن واقعات نے یہ ثابت کر دکھایا کہ ہم نے گورنمنٹ کی مدد اسلئے کی تھی۔ کہ ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اس طرح آزادی حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اور اگر اپنی روایات اور اخلاق کو بھلا کر بے گناہ اور غافل انگریزوں کو قتل کر کے حکومت حاصل کر لی۔ تو یہ ہمارے لئے بدترین قسم کی غلامی ہوگی۔ اگر بفرض محال انگریزی گورنمنٹ کو ان طریقوں سے مٹا کر اپنی حکومت قائم بھی کر لی تو پھر اس نئی حکومت کے خلاف بھی اسی قسم کے کمینہ کام کئے جاوینگے۔ اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا جاوے گا۔ اور قوم کا اخلاق بگڑ جاوے گا وغیرہ وغیرہ

چنانچہ ہم ہندوؤں کے مقابلہ میں انگریزی حکومت کی مدد کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ امن کو بحال رکھنے کے لئے اس حکومت کی مدد کرتے رہیں گے کیونکہ ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ جتنی مضبوط گورنمنٹ برطانیہ ہوگی۔ اتنا ہی دنیا کا امن مضبوط رہے گا۔ گو دنیاوی لوگ ہندوؤں کی چکنی چپڑی باتوں میں پھنس رہے تھے۔ مگر ہم یہ خوب جانتے ہیں۔ کہ ہندو ہندوستان کی بہتری نہیں چاہتے۔ بلکہ ہندوستان کے اندر ہندو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہندو راج کے اندر کسی غیر ہندو مثلاً انگریز۔ مسلم۔ عیسائی۔ سکھ۔ جینی اور یہودی وغیرہ کو کوئی حق نہ دیا جائیگا۔ بلکہ انکو غلامی کی زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کر دیا جائیگا۔ بلکہ ان کو زبردستی ہندو بنا لیا جاوے گا۔ یا ہندوستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا جاوے گا۔ جس کا ثبوت میں پہلے دے چکا ہوں۔ اب میں اس کے متعلق چند اَور باتیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

مسلمان اسلام کو چھوڑ کر ہی ہندوؤں سے اتحاد کر سکتا ہے } "جب تک مسلمان لوگ ان کتابوں (قرآن و حدیث) پر اتفاق رکھتے ہیں۔ ان کا کبھی ہندوؤں سے اتحاد نہ ہوگا" (اخبار ملاپ لاہور ۱۷ر نومبر ۱۹۲۹ء صہ) یعنے ہندوؤں نے اتحاد کی پہلی شرط ہی یہ رکھی ہے کہ مسلمان قرآن شریف حدیث کی کتب کو چھوڑ دیں۔ لیکن یہ شرط کسی غیرتمند مسلمان کیلئے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہم نے اپنی مذہبی زندگی کو قائم رکھنے کیلئے اس امن شکن تحریک کا مقابلہ کیا۔ اور خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کو ارتداد کی غار سے صاف نکال لیا۔

آریہ پروگرام } "اس وقت تو اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ہندو ماتر یا آریہ ماتر چاہے وہ سناتن دھرمی کہلاتا ہو۔ یا آریہ سماجی۔ اچھوت کہلاتا ہو یا برہم سب ملکر ہندوؤں کی تعداد کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اگر ہندوؤں میں سے کچھ لوگ ہندو کہلوانا پسند کرینگے تو غیر ہندوؤں کو ہندو نام اختیار کرنے کے لئے کس طرح مجبور کیا جا سکیگا" (ملاپ لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۳۱ء صہ)

مسلم کو مسلم کے خلاف کھڑا کرنا } تیس دہلی میں بارہ اصحاب کا وفد کر مہاتما گاندھی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں ہم سب نے عرض کی۔ کہ وہ ہرگز ہرگز کوراجیک نہ جاری کریں۔ انہوں نے کہا آپ درست کہتے ہیں۔ انگلینڈ جانے سے پہلے ایک معزز صاحب نے ان سے کہا۔ کہ اگر وہ کوئی ہندو اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے۔ تو کم از کم اپنے وچاروں کے دس بارہ مسلمان ضرور اپنے ساتھ لیتے جائیں۔ تاکہ مسلمانوں کی کسی دوسری پارٹی کا مقابلہ کر سکیں" (از بھائی پرمانند جی ایم۔ اے پردھان ہندو مہاسبھا از اخبار ہندو لاہور ۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء صہ کالم ۴)

ناظرین اب آپکو معلوم ہو جانا چاہئیے۔ کہ مہاتما گاندھی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس پر مسلمانوں کو جب اپنے جال میں پھنسانے سے ناکام رہا۔ اور جناب آنریبل سر چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے اس کی دال نہ گلنے دی۔ تو یہ ہندوستان کا بھولا بھالا مہاتما آریہ تہذیب اور لٹریچر کا ماہر گورنمنٹ پر بڑا زور دیتا تھا۔ کہ ڈاکٹر انصاری کو لنڈن بلالو۔ تاکہ انگریزوں کو دکھانے کا یہ موقعہ مل جاوے کہ مسلمان بھی آپس میں کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں اس لئے میری بات مان لو۔ اور مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی میں دیدو۔ مگر خدا نے ہندو مہاتما کو نامراد ہی رکھا۔ اور لنڈن میں اس کا داؤ نہ چلنے دیا۔ لیکن افسوس کہ وہ کام جو گاندھی جیسا عیار بھی نہ کر سکا۔ وہ کام آج مسلمانوں کا ایک بدخواہ طبقہ جس کو احرار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کرنا چاہتا ہے۔ مگر ہم احرار اور ان کے ہمنواؤں کو صاف صاف بتلا دیتے ہیں کہ ہم بفضل خدا مسلمانوں کی ہر طرح مدد کرتے رہے ہیں کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ کیونکہ ہمارے پیارے آقا مرسل ربانی مسیح قادیانی علیہ السلام کا یہ حکم ہے کہ جماعت احمدیہ عام مخلوق خدا کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً مدد کرتی رہے۔ اور انکو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائے۔ ہمارا گذشتہ کام یہ بتاتا ہے کہ ہم نے ہر اڑے وقت میں مسلمانوں کی مدد کی اور انکو مصیبت سے نجات دلائی۔ ہجرت کیوقت۔ کانگرس کی تحریک کے وقت اور فتنہ ارتداد کے وقت مسلمانوں کی اپنے خون سے مدد کی۔ اسلام کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی کمائی کو خرچ کیا اور اپنی جماعت کے بہترین آدمیوں کو آگرہ وغیرہ میں بھیجدیا۔ یہی مولوی جو اب احراری کہلاتے ہیں۔ مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے ہندوؤں کے ساتھ تھے۔ ان بڑھ مسلمانوں کو یہ کہتے تھے کہ آریہ بن جاؤ۔ مگر کسی احمدی مولوی کی بات نہ سننا مگر ہم نے بفضل خداوند کریم ان ننگ اسلام مولویوں کی مخالفت کی پرواہ کی نہ آریوں کے شور و شر سے دبے بلکہ مست ہاتھی کی طرح اپنے کام کئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آریوں کو منہ کی کھا کر میدان ارتداد سے دُم دبا کر بھاگنا پڑا۔ ایک تو کانگرس کی تحریک کو توڑنے کے باعث ہندو ہم پر ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ دوسرے اس شدھی کی چال کو مات ہوتے دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے۔ اور یہ سوچنے لگے۔ کہ جب تک احمدیہ جماعت کو نہ کچلا جاوے یہ قوم مسلمانوں کو غلام بنانے نہ دیگی۔ اب آریوں نے مسلم قوم کے بھوکے اور ننگے مولویوں کی روپے وغیرہ سے مدد کرنی شروع کر کے اپنے اخباروں وغیرہ سے ان کو ہندوستان میں معزز بنانے کیلئے کام کرنا شروع کر دیا۔ مسلم علماء جو بقول اخبار "احسان" اسلام کی بیخکنی کر رہے ہیں۔ آریوں کے ہاتھوں میں بک گئے۔ اگر آپ احراری مولویوں کی گذشتہ حالت کو دیکھیں اور اس کو موجودہ حالت سے موازنہ کریں تو آپکو خود بخود پتہ لگ جائیگا۔ کہ ان لوگوں نے یہ روپیہ کہاں سے حاصل کیا۔ آخر یہ لوگ کوئی تجارت تو کرتے نہیں۔ باپ دادوں کی وراثت سے انکو کوئی حصہ نہیں ملا۔ پھر یہ روپیہ اگر آریوں یا جاہل مسلمانوں کی جیبوں سے نہیں نکالا گیا تو کہاں سے آیا ہے۔ کوٹھیاں خریدنے اور بڑی بڑی بلڈنگیں بنانے کیلئے انکے پاس روپیہ کہاں سے آتا ہے۔ اگر ان احرار لوگوں کے دلوں میں اسلام کیلئے درد ہے تو یہ لوگ فتنہ ارتداد کیوقت کہاں چھپے پڑے تھے۔ پس اے بھولے بھالے مسلمانو! خدارا ان واقعات پر نگاہ ڈالو۔ اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کیلئے ان ننگ اسلام مولویوں کو اب منہ لگانا چھوڑ دو۔ یہ صرف کتوں کی طرح مردار دنیا کمانے کیلئے مکر و فریب اور جھوٹ و دغا کو شیر مادر کیطرح جائز گردانتے ہیں۔ اور بس اگر یہ لوگ اسلام کے ہمدرد ہیں اور احمدیہ جماعت اسلام کی دشمن ہے تو کیا وجہ ہے کہ آریہ لوگ احمدیہ جماعت کی مدد کرنے کی بجائے درمے قدمے احراریوں کی مدد کر رہے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آریہ جو اسلام کے دشمن ہیں تو اگر ہم اسلام کے تباہ کرنیوالے ہوتے تو یہ آریہ لوگ ہماری مدد کرتے لیکن آریوں کا احراریوں کی مدد کرنا یہ صاف بتا رہا ہے کہ یہ دونو گروہ اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ اس لئے میں غیر احمدی مسلم بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ خدارا ان واقعات پر غور کر کے دوست و دشمن میں تمیز کرنا سیکھیں۔

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن!

اہلحدیث اور اختلاف

یہ سنت مستمرہ ہے۔ کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے۔ تو اکابر مجرمیہا اس کے انکار اور تکذیب کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور طرح طرح کے مکر و فریب سے مخلوق خدا کو دھوکہ دینا اور اس کو طرح طرح کے بہتانات سے متصف بنانا چاہتے ہیں۔ کبھی تو کہتے ہیں۔ ما نفقہ کثیرًا مما تقول (القرآن)

جو تو کہتا ہے۔ اس کا کثیر حصہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کبھی اسے ساحر یا مجنون قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ سورہ ذاریات میں فرماتا ہے۔

کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون۔ کہ جب بھی ان سے پہلے لوگوں میں کوئی رسول آیا۔ تو انہوں نے اسے یا ساحر دھوکہ باز قرار دیا۔ یا مجنون کہا۔ کبھی اس کے کلام اور عقائد میں اختلاف ثابت کرنا چاہا جیسے فرمایا۔ سیقول السفہاء من الناس ما ولھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا پ۲ بعینہٖ آج منکرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی چالیں چل رہے ہیں۔ جس کی ایک مثال وہ مضمون ہے۔

جو "بیانات مرزا صاحب" کے عنوان سے (اہلحدیث، ۷ رجون ۱۹۳۵ء) میں شائع ہوا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۲۷ حوالجات شائع کرکے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کہ گویا آپ کے بیانات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ہمیں ان لوگوں پر کیا افسوس ہو سکتا ہے جو کلام الٰہی میں جسے وہ خود بھی کلام الٰہی یقین کرتے ہیں۔ ناسخ و منسوخ (یعنے ایک جگہ ایک حکم ہے۔ اور دوسری جگہ اس کے خلاف حکم ہے) کے قائل ہوں۔ پس اگر وہ حضرت مسیح موعود کے کلام میں اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ کیونکہ ؎

ہم کو کیا شکوہ ہو تم سے کہ کھلے دشمن ہو
تم یونہی کرتے چلے آتے ہو سب پیروں سے

مگر جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہی ثابت ہوا کرتے ہیں۔ آج بھی جھوٹے ہی ثابت ہو کر اپنے خرطوم پر سیاہ داغ لے کر واپس ہوں گے۔ اگرچہ یہ تمام پیش کردہ اختلافات ایسے ہیں۔ کہ جن کے بارہا جواب دیئے جا چکے ہیں۔ مگر آج پھر بدرا بدرہ یا بدرسانید کے ماتحت انکے جوابات درج کئے جاتے ہیں۔ واللہ الموفق۔

قبل اس کے کہ ان حوالجات کو درج کیا جائے ایک بات کی تشریح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے مضمون نگار (جسے اپنا نام ظاہر کرنے کی جرأت نہیں ہو سکی) کے اس مضمون میں دو اعتراض کئے گئے ہیں۔

(۱) آپؑ کے کلام میں اختلاف پایا جاتا ہے

(۲) آپؑ کے دعاوی مختلف ہیں۔

لہٰذا ہر دو وجوہ کی بناء پر آپ (نعوذ باللہ) صادق نہیں۔

اگر مضمون نگار اختلاف کو حضورؑ کی صداقت کے خلاف پیش کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ چونکہ اہلحدیث ہی اس لئے وہ بتائے کہ کیا احادیث (کلام رسول) میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر پایا جاتا ہے۔ اور یقیناً پایا جاتا ہے جس سے کسی طرح انکار ممکن نہیں۔ کیونکہ ان اختلافات کو دور کرنے اور تطبیق دینے کے لئے بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں اور ناسخ و منسوخ کے قواعد وضع کئے گئے ہیں۔ اور منسوخ احادیث کو علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ تو کیا اختلاف کلام سے نعوذ باللہ آپ کی صداقت کے متعلق کوئی شبہ پیدا ہو سکتا ہے؟ حاشا وکلا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اہلحدیث کے نزدیک بھی نبی کے کلام میں "اختلاف" ہونا اس کے کاذب ہونے کی دلیل نہیں وھو المراد

ہاں اگر الہام الٰہی میں جسے نبی پیش کرتا ہے۔ اختلاف ہے۔ تو یقیناً وہ کلام الٰہی نہیں۔ اور یہی معنی لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا کے ہیں۔ اور اگر مضمون نگار تنوع دعاوی کو عدم صداقت کی دلیل گردانتا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ مضمون نگار کسی کا بیٹا ہوگا۔ کسی کا باپ اور کسی کا بھائی کسی کا بھتیجا۔ کسی کا بھانجا کسی کا ماموں۔ اور کسی کا خالو۔ تو کیا ان مختلف دعاوی کی وجہ سے یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ مضمون نگار "لاشئے" ہے۔ اور اس کا کوئی وجود نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ تنوع دعاوی کسی کے کاذب ہونے کی دلیل نہیں۔

اور یہ بھی تو دیکھو۔ کہ آنحضرت صلعم کے ۹۹ دعاوی ہیں۔ تو آپ کے متعلق مضمون نگار کا کیا خیال ہے۔ پس یہ ہر دو وجوہ حضور علیہ السلام کی صداقت کے خلاف پیش کرنا غلط اور باطل ہیں۔ اور یہی سارے مضمون کا مکمل اور اصولی جواب ہے،

ناظرین کرام! اصولی جواب لکھنے کے بعد بھی اتمام حجت کے طور پر ہم مضمون نگار کے ہر اختلاف کا جواب درج کرتے ہیں:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختلاف اوّل:۔ سب سے پہلے پیش کردہ مزعومہ اختلافات میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ حضورؑ دعویٰ نبوت سے انکار بھی فرماتے رہے اور اقرار بھی فرماتے رہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل تحریریں درج کی گئی ہیں۔

(الف) "ماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین" میرا یہ حق نہیں۔ کہ میں نبوت کا دعویٰ کرکے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں سے مل جاؤں۔

(حمامتہ البشریٰ صہ ۹۶)

"میرا دعویٰ نہ خدائی کا ہے نہ اقتدار کا۔ اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں۔ جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں۔ اور قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ یہ آپ کس خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے۔ کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ نبی بھی ہو جائے" (جنگ مقدس صہ ۶۷)

اس کے خلاف یہ لکھا ہے۔ کہ

(ب) "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۸)

"نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱)

"صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" (حقیقۃ الوحی صہ ۱۵۰)

الجواب:۔ مضمون نگار نے ان ہر دو عبارتوں کو درج کرکے آپ کی کلام میں اختلاف ثابت کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ یہ اس کی اپنی نادانی ہے۔ کہ اس کو ایک اختلاف کے رنگ میں پیش کیا۔ ان دونو عبارتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور دونوں صحیح ہیں ایک تو وہ نبوت ہے جسے اللہ تعالیٰ۔ قرآن مجید۔ اسلام۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبوت قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک نبی وہ ہے جس سے

(۱) اللہ تعالےٰ بکثرت مکالمہ مخاطبہ کرے۔

(۲) جو اہم امور غیبیہ (انذار و تبشیر) پر مشتمل ہو۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے۔

اور ایک نبوت وہ ہے۔ جسے "مولوی" نبوت سمجھتے ہیں۔ اور وہ نبی اس کو سمجھتے ہیں۔ جو شریعت جدید لائے۔ اور اپنا نیا کلمہ اور قبلہ بنائے۔ اس لحاظ سے حضور نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ جیسا کہ حضور کے حوالجات ملا سے ظاہر ہے۔

ہاں وہ نبوت جسے اللہ تعالیٰ نبوت قرار دیتا ہے۔ اس کے مطابق حضور نبی ہیں۔ اسی لئے تو حضورؑ فرماتے ہیں۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"

(حقیقۃ الوحی)

"غرض اس کثیر حصہ وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱)

"صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

(حقیقۃ الوحی)

مجھے ان منکرین پر سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ بعض عبارتوں کو درج کرتے ہیں۔ مگر ان کی جو تشریحات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں۔ ان کو نہیں دیکھتے۔ اور آنکھیں بند کرکے ان پر سے گزر جاتے ہیں۔ کیا معترض نے "نبوت کے انکار" اور "نبوت کے اقرار" کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا وہ اعلان جو ان ہر دو عبارتوں کی توضیح کرتا ہے۔ نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا۔ تو اب بگوش ہوش پڑھ لے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں

"کہ جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

اس کے معنے صرف اس قدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ)

ناظرین کرام! کیا اس تشریح اور تفسیر کے ہوتے ہوئے پھر آپ کی کلام میں اختلاف ثابت کرنا کمال بے حیائی۔ ڈھٹائی یا دھوکہ دہی نہیں؟ مگر کیا کریں۔ "علماء ھم" جو ہوئے۔ اس لئے خلق خدا کو گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت عطاء فرماوے۔ امین:۔

ہو سکتا ہے۔ کہ مضمون نگار یہ کہے کہ ابتداء میں آپ انکار کرتے رہے بعد میں اقرار کیا۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اگر حضور ابتداء میں مدعی نبوت نہیں تھے۔ تو علماء ہندوستان نے یہ کیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتویٰ میں درج کیا کہ یہ مدعی نبوت ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ حضورؑ ابتداء میں بھی ایک قسم کی نبوت (جو آنحضرت صلعم کے واسطہ اور طفیل سے ملتی ہے اور جس کا نام اللہ تعالےٰ نبوت رکھتا ہے) کے مدعی تھے۔ اور آخر تک اسی کے مدعی رہے۔ لیکن جو نبوت کا مفہوم حضورؑ کی طرف "مولوی" منسوب کرتے ہیں۔ اس سے ہمیشہ حضورؑ انکار کرتے رہے پس اختلاف کیسا؟

اختلاف دوم:۔ کے ماتحت تین مندرجہ ذیل حوالجات درج کئے ہیں۔

(۶) "حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ ...... تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا" (ازالہ اوہام ص ۵۷۷)

(۷) "یہ بات مستلزم محال ہے۔ کہ خاتم النبین کے بعد جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے" (ازالہ اوہام ص ۵۸۳)

اس کے خلاف حوالہ

(۸) "جاءَ ایل واختار۔ اس جگہ آیل خدا نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳)

الجواب۔ ان ہرسہ حوالجات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ پہلے حضورؑ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اب جبرائیل نہیں آسکتا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل آیا۔

ناظرین کرام۔ کتنی دیدہ دلیری ہے۔ کہ حضورؑ کے مفہوم عبارت کو کس طرح بگاڑا گیا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔ کہ کوئی مستقل نبی جس کی نبوت میں آنحضرت صلعم کی پیروی کا دخل نہ ہو۔ اب دنیا میں نہیں آسکتا اور نہ ہی اس پر وحی لے کر جبرائیلؑ اتر سکتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم خاتم النبین ہیں۔ اگر اب کوئی مستقل نبی۔ (جیسے حضرت عیسےٰ بن مریم ہیں) آجائے۔ اور اس پر جبرائیل نازل ہو تو آنحضرت صلعم کی ختمیت باطل ہو جائیگی لیکن "ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسری لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ **وہ اس تحدید سے باہر** ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسی جزو کل میں داخل ہوتی ہے"

(ازالۂ اوہام صفحہ ۵۷۵)

دیکھئے! کیا مطلب واضح ہے۔ کہ مستقل نبی نہ کوئی اب آسکتا ہے۔ اور نہ اس پر جبرئیل نازل ہو سکتا ہے۔ مگر امتی نبی پر جبرائیل نازل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلعم سے نور حاصل کرتا ہے اور وہ آپ ہی کے وجود باجود میں داخل ہے۔ لہذا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ ان ہر دو عبارتوں میں اس طرح تو اختلاف ہو سکتا تھا۔ کہ حضورؑ "اس مستقل نبی" ہونے کا دعویٰ کرتے۔ جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل نہیں کرتا۔ اور پھر فرماتے۔ کہ جبرائیل مجھ پر نازل ہوا۔ مگر باوجود حضورؑ کے ہزارہا دفعہ تحریر فرمانے کے کہ میں امتی نبی ہوں۔ اور یہ لکھنے کے کہ

(۱) "میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے **سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ** وآلہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا" (حقیقۃ الوحی ص ۶۲)

اور نیز یہ فرمانے کے کہ

(۲) "یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے۔ اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئیے۔ کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں۔ کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے۔ جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں۔ اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی۔ اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷)

اور کھولکر یہ تبلانے کے کہ

(۳) "یاد رہے۔ کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سنکر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو۔ کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلعم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۱۵)

ان مندرجہ بالا حوالہ جات کے ہوتے ہوئے پھر اختلاف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنا یقیناً مضمون نگار کے اختلاف بیانی کا عادی ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

اختلاف سوم میں لکھا ہے:۔

(۹) "تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعودؑ کا آنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں۔ تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلائیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۵)

اس کے خلاف (۱۰) "جعلناك المسيح بن مريم ہم نے تجھے مسیح بن مریم بنایا۔" ص ۶۳۴ و ص ۶۷۷)

(۱۱) "اے برادران ...... اس عاجز نے مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۱)

(۱۲) "مثلاً صحیح مسلم کی حدیثوں میں یہ لفظ موجود ہے۔ کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے۔ تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۸۱)

الجواب۔ ناظرین کرام! ان ہر چہار عبارتوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ پہلے حضورؑ

(ا) مسیح موعودؑ کا آنا تیرھویں صدی کے سر پر اجماعی عقیدہ مانتے تھے۔

(ب) پھر خود ہی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

(ج) پھر دعویٰ مسیح موعود کو ترک کر کے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

مگر چونکہ مضمون لمبا ہوتا جا رہا ہے اس لئے اس کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ حضورؑ کی اصل عبارت ہی درج کر دی جائے۔ جس سے تمام باتیں صاف ہو جائیں گی۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ کہو کہ مسیح موعود (عیسیٰ بن مریم مسیح اسرائیلی ۔ محمد شریف) کا آسمان سے دمشق کے منارہ کے پاس اُترنا تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ تو اس کا جواب میں اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ کہ اس بات پر ہرگز اجماع نہیں۔ قرآن شریف میں اس کا کہاں بیان ہے۔ وہاں تو صرف موت کا ذکر ہے۔ بخاری میں حضرت یحییٰ کی روح کے ساتھ حضرت عیسےٰ کی روح کو دوسرے آسمان پر بیان کیا ہے۔ اور دمشق میں اترنے سے اعراض کیا ہے۔ اور ابن ماجہ صاحب بیت المقدس میں ان کو نازل کر رہے ہیں۔ اور ان سب میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ یہ تمام الفاظ و اسماء ظاہر پر ہی محمول ہیں۔ بلکہ صرف صورت پیشگوئی پر ایمان لے آئے ہیں۔ پھر اجماع کس بات پر ہے ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں۔ تو پھر آپ لوگ مسیح موعودؑ کو آسمان پر سے اُتار کر دکھلاویں۔ صالحین کی اولاد ہو۔ مسجد میں بیٹھ کر تضرع اور زاری کرو۔ تا کہ عیسےٰ بن مریم آسمان سے فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لاویں۔ اور تم سچے ہو جاؤ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۶)

باقی رہا۔ حضورؑ کا فرمانا کہ میں نے مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ حضورؑ نے اس لئے فرمایا ہے۔ کہ آپ جیسے دھوکہ باز کہیں بے خبر لوگوں کو یہ دھوکہ نہ دیں۔ کہ گویا آپ تناسخ کے قائل ہیں۔ یا بعض لوگ خود بخود یہ خیال نہ کر لیں۔ کہ آپؑ تناسخ کے طور پر تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں

"اور یہ خیال کہ تناسخ کے طور پر حضرت مسیح ابن مریم دنیا میں آئیں گے۔ سب سے زیادہ بیہودی اور شرم کے لائق ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۸۷)

پس اس وجہ سے حضورؑ نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ جس مسیح کی تم انتظار کرتے ہو۔ وہ تو فوت ہو چکا۔ اب جو بھی آئے گا۔ اس کا مثیل ہوگا۔ یعنے اس کی صفات خاصہ اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اور وہ میں ہوں۔ جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں ؎

موعودم و بحلیہ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است
زاں ساں کہ آمد است در اخبار سرورم

از کلمہ منارۂ شرقی عجب مدار
چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسےٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

ہاں صحیح مسلم کی حدیثوں میں لفظ موجود ہے۔ کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے۔ تو یہ آپ جیسے "علماء ھم" کا ترجمہ ہے۔ حضورؑ کا نہیں حضورؑ کا کھلا چیلنج ہے۔ کہ کسی صحیح حدیث سے آسمان کا لفظ دکھاؤ۔ ورنہ ؎

ایں خیال است و محال است و جنون

اختلاف چہارم۔ میں یہ درج کیا ہے۔ کہ

"اول تو یہ جاننا چاہیئے۔ کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے۔ جو ہماری ایمانیات کی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۰)

اس کے خلاف۔ "واضح ہو کہ مسیح موعودؑ کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے۔ وہ ایسی نہیں کہ صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتدا سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے۔ اسی قدر اس پیشگوئی پر شہادتیں موجود تھیں۔ کیونکہ وہ عقیدہ کے طور پر اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔" (شہادت القرآن)

الجواب۔ ہر دو عبارتوں سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پہلے اس پیشگوئی کے متعلق کہا۔ کہ ایمانیات کی جزو نہیں۔ بعد میں فرمایا جزو ہے حالانکہ یہ بالکل غلط استنباط ہے۔ عبارت اول کے شروع میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

"ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو شائع کیا ہے۔ کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جو خارج اجماع اور برخلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی بڑی غلطی ہے۔ اول تو یہ جاننا چاہیئے۔ کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں الخ

عبارت پیش کردہ کے آگے چل کر حضورؑ فرماتے ہیں یہ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے۔ کہ بطور اجمالی پیشگوئی پر ایمان لاویں۔ اور اس کی تفصیل یا اس بات کو کہ وہ کس طور سے ظہور پذیر ہوگی۔ حوالہ بخدا کریں۔ اور میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اقرب بامن جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے یہی مذہب ہے کہ محض الفاظ پیشگوئی پر زور نہ ڈالا جائے۔ اور تحکم کی راہ سے یہی دعویٰ نہ کیا جائے کہ ضرور اس کا ظہور ظاہری صورت پر ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر خدا نخواستہ انجام کار ایسا نہ ہوا۔ تو پھر پیشگوئی کی صداقت میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو کر ایمان ہاتھ سے گیا۔ ایسی کوئی وصیت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ کہ تم نے پیشگوئیوں کو ظاہر پر حمل کرتے رہنا۔ کسی استعارہ یا تاویل وغیرہ کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اب سمجھنا چاہیئے۔ کہ جب کہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارہ میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے۔ تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے“ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۱ و ۱۴۱)

ناظرین کرام عبارت بالکل صاف ہے۔ حضورؑ نے خود مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اور اس کو مدار ایمان اور جزو ایمان بھی قرار دیا۔ اور مسیح موعود کا آنا بھی تمام کتب احادیث میں بطور پیشگوئی مذکور ہے اور ہر فرمودہ رسول پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ مگر مسیح کا نزول جو از روئے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ فوت ہو چکا۔ اس کے نزول پر مولویوں کی خود ساختہ علامات کے مطابق ایمان لانا مدار نجات اور جزو ایمان کہاں۔ اور ان ہر دو عبارتوں میں اختلاف کہاں؟ صرف پہلی عبارت میں خصوصی عیب اسے کام لے کر سیاق وسباق کو ترک کر کے اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وبس۔

اختلاف پنجم کے ماتحت دو تین عبارتیں تحفہ قیصریہ سے درج کی ہیں۔ جن میں مذکور ہے۔ ”مسیح نے تثلیث کی تعلیم نہیں دی“

”میں وہ شخص ہوں۔ جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے“

پھر ضمیمہ انجام آتھم میں سے تین حوالے درج کئے ہیں۔ کہ ”آپ کی (یسوع) تین دادیاں نانیاں بھی زناکار تھیں“

”متی کی انجیل سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کی عقل بھی موٹی تھی“ ”مسیح کا ایک حواری مرتد ہو گیا۔ حالانکہ اس کو بہشت کی چابیاں دی گئی تھیں۔ اور آخر کار اس نے لعنت بھی بھیجی“ (آسمانی فیصلہ)

الجواب۔ مضمون نے چونکہ بہت زیادہ طول کھینچا ہے۔ اس لئے صرف یہ بتلا دینے پر اکتفاء کرتا ہوں کہ مسیح۔ عیسٰے۔ یسوع کی شخصیت صرف ایک ہے۔ حیثیات دو ہیں۔

(۱) ایک حیثیت وہ ہے جو عیسائی مانتے ہیں۔ کہ وہ خدا اور خدا کا بیٹا تھا۔ موجودہ انجیل اس کا کلام ہے۔ اور اس نے اپنے قبل اور بعد آنے والے نبیوں کے متعلق کہا۔

کہ ”وہ چور اور بٹمار تھے“۔ ”اور میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے“

(۲) ایک حیثیت جس کو مسلمان مانتے ہیں کہ مسیح خدا کا ایک راستباز بندہ۔ اس کا نبی توحید کی تعلیم دینے والا۔ خاتم الانبیاء کے متعلق پیشگوئی کرنے والا تھا۔ اور یہی قرآن مجید نے انہیں حیثیت دی ہے۔

پس پہلی عبارتوں میں حضورؑ نے قرآنی نقطۂ نگاہ سے ان کی اصل حیثیت اور شخصیت کو پیش کیا ہے۔ دوسری عبارتوں میں مسلمان مخاطب نہیں۔ اور نہ وہ یسوع مسیح یا عیسٰے جسے ہم مانتے ہیں۔ بلکہ صاف فرما دیا کہ

”یاد رہے۔ کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا اور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں“ (انجام آتھم صفحہ ۱۳)

نیز فرمایا۔ کہ ”مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالےٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں۔ کہ یسوع وہ شخص تھا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسےٰ کا نام چور اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے“ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۹)

پس کوئی مسلمان ان عبارتوں کو پیش نہیں کر سکتا۔ جبکہ یہ پادریوں کے مقابلہ میں بطور الزامی جوابات لکھی گئی ہیں۔ جبکہ وہ حد سے زیادہ سرور دو جہان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے۔ اور باوجود نوٹس دینے کے باز نہ آئے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں ”ھٰذا ما کتبنا من الاناجیل علی سبیل الالزام وانا نکرم المسیح ونعلم انہ کان تقیا ومن الانبیاء الکرام“ (ترغیب المومنین صفحہ ۱۹)

ہاں اگر کوئی پادری یا ان کا وکیل سامنے آئے تو دادیوں نانیوں کے لئے ان کا شجرہ نسب دیکھ کر پیدائش سموئیل۔ یشوع کو دیکھ سکتا ہے۔ اور باقی تمام باتوں کے لئے متی۔ لوقا۔ مرقس۔ یوحنا سے تسلی کر سکتا ہے۔ اور جو شخص ان حیثیات کو باطل کر کے دیکھتا ہے۔ وہ حیوان ہے نہ کہ انسان۔ کیونکہ لولا الحیثیات لبطلت الحکمۃ ایک مسلمہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختلافات مزعومہ پیش کرنے کے بعد مضمون نگار نے منہ چڑانا اور اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنا شروع کیا ہے۔ کہ حضور نے تحریر فرمایا ہے۔

"ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے"

(اعجاز احمدی ص ۱۲۱)

معترض مذکور کا اس کے درج کرنے سے شاید یہ مطلب ہو۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ خیال ہو گا۔ کہ حضرت مسیح کی تین پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضورؑ کا یہ اعتقاد بالکل نہ تھا۔ بلکہ یہ تو حضورؑ نے انجیل کی بناء پر پیش کیا ہے۔ کہ انجیل کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ یہودی لوگ اب تک ان کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور وہ اعتراضات درحقیقت ایسے ہیں۔ کہ اگر قرآن شریف ہم سے ان کی نبوت نہ تسلیم کراتا۔ تو ان کی نبوت انجیل کی رو سے ثابت نہ ہو سکتی۔ اور اگر کسی کو یہ گمان ہو۔ کہ ان کی نبوت انجیل سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تو وہ مرد میدان بنے۔ اور ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا ثابت کر دے۔ جو یہودی کرتے ہیں۔ اور وہ اعجاز احمدی ص ۲۱ پر مذکور ہیں۔

اگر ایڈیٹر اہلحدیث یا مضمون نگار میں ہی جرأت ہو۔ تو وہ ان کا پورا ہونا ثابت کر دے۔ کیونکہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی بات نہ گذشتہ اور نہ آئندہ زمانہ کے متعلق غلط ہوتی ہے۔ (اہلحدیث ۱۴ر جون ۱۹۳۵ء)

چنانچہ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔

"غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ انکی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں۔ جو ہم ان کو کسی طرح دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے۔ اور سچے دل سے قبول کیا ہے۔ اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں ان کی نبوت بھی ثابت نہیں ہو سکتی الخ" (اعجاز احمدی ص ۱۲۱)

بعد ازاں مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت جس میں یہ مذکور ہے کہ پطرس حواری کا ایک خط یروشلم سے ملا ہے۔ جس میں پطرس لکھتا ہے۔ کہ یسوع مسیح صلیب سے بچ گیا۔ اور اس کے پچاس سال بعد اپنی طبعی موت سے مر گیا جو کشتی نوح میں درج کر دیا گیا ہے۔ تحفہ ندوہ ص۵ سے درج کیا ہے معلوم نہیں۔ اس سے کیا منشا ہے۔ حالانکہ یہ تاریخی واقعہ ہے جس کا انکار ناممکن اور وفات مسیح قرآن مجید سے ثابت ہو جانے کے بعد اس کا ایک زبردست خارجی تائیدی گواہ ہے۔ اگر دم خم تھا۔ تو اسکی تردید کرتے۔ مگر انہیں اس سے کیا۔ انہوں نے تو حضرت اقدسؑ کی وفات پر ۲۷ سال گزر جانے پر ۲۷ حوالجات درج کرنے تھے۔" سچ فرمایا اللہ تعالےٰ نے

وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزؤن۔ یہ حوالہ پیش کر کے خود ہی وفات مسیح کے قائل ہو گئے مگر خاموش رہکر

ایک حوالہ یہ بھی درج کیا گیا ہے۔ کہ

"یہ بھی یاد رہے۔ کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔ اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔" (کشتی نوح ص ۵)

خدا جانے مضمون نگار کو اس میں سے کیا اعجوبہ نظر آیا۔ کہ اسے درج کر کے اور خود ہی مسیح موعود کے وقت میں اپنے گھر بار اور شہر طاعون سے ویران ہوتے دیکھ کر اپنے باطل پر ہونے اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقرار کر لیا۔ مگر شاید نادانستہ لیکن میرا خیال ہے کہ مضمون نگار نے اس غرض سے درج کیا ہے کہ شاید ان ہر سہ کتب میں مسیح موعودؑ کے وقت میں طاعون کا ذکر نہیں۔ حالانکہ قرآن مجید (سورہ نمل) گواہی دے رہا ہے (نزول المسیح) توریت اور اناجیل کے حوالجات خود حضرت اقدس نے حاشیہ کشتی نوح ص ۵ میں ہی درج فرما دیئے ہیں۔ فرمایا۔

"مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائیبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ ذکریا ۱۴/۱۲ انجیل متی ۲۴/۸ مکاشفات ۲۲/۸" پس اے تعصب تو بھی کیا بری بلا ہے کہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔

بالآخر فتح اسلام اور کشتی نوح سے دو اور حوالجات مضمون نگار نے درج کئے ہیں جن میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر زمانہ حال کے منکر میرے ساتھ باستہزاء پیش آئیں۔ تو افسوس کا مقام نہیں۔ کیونکہ ان سے پہلے جو گذرے ہیں۔ انہوں نے اس سے بدتر اپنے وقت کے نبیوں کے ساتھ سلوک کیا۔ مسیح سے بھی بہت مرتبہ ہنسی ٹھٹھا ہوا۔ ایک دفعہ بھائیوں نے جو ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ چاہا کہ اسکو دیوانہ قرار دیکر قید خانہ میں مقید کرا دیں" (فتح اسلام ص ۴۴)

"مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ پانچوں ایک ہی ماں کے پیٹ سے ہیں" (کشتی نوح ص ۱۶)

مضمون نگار نے ان حوالجات کو اس لئے درج کر دیا ہے کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح کے چار بھائی تھے۔ حالانکہ حضورؑ نے ساتھ ہی فرما دیا ہے۔ کہ "یہ پانچوں ایک ہی ماں کے پیٹ سے ہیں" اور تمام اعتراضات کو خود ہی دور فرما دیا ہے۔ پس اعتراض کیسا۔ اور ان کے چار بھائی ہونے کا ایسا بیّن ثبوت موجود ہے۔ کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ متی میں مذکور ہے۔ اور حضورؑ نے کشتی نوح ص ۱۶ کے حاشیہ پر ہی اس کتاب کا حوالہ بمعہ صفحہ و مطبع (اپاسٹولک ریکارڈس صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶) و مصنف درج کر دیا ہے۔ بس اس کے پیش کرنے کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں۔ کہ "۲۷ حوالجات" پیش کئے جائیں۔

(خاکسار چوہدری محمد شریف مولوی فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

سکھ صاحبان کی خدمت میں چند گذارشات!

(۶)

(از گیانی واحد حسین صاحب مبلغ)

سکھ کتابوں کے متعلق آخری فیصلہ

اب میں ایک بہت بڑے ودوان جناب گیانی خزان سنگھ صاحب منیجر گوردوارہ تھیرا چک منجی آن اور چیف سکرٹری سری گورو نانک ہائی پارلیمنٹ سیج کھنڈ بی۔ ڈی فلور ملز انبالہ چھاؤنی کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ جو یہ ہے۔

"پرنتو کوڑی ماراں نوں اِسے بات ناگوار لگی جس طرح بدیشیاں نے ہندواں دی شکل بنا کے رکھی منی بن کے اُڈو باڈی گرنتھ لکھ لکھ کے بھارت نواسیاں دے خیال اُڈھو باڈی کیتے سن تے ملک دی حکومت آپ سا مبھ لئی سی اِسی طرح اُن مذہباں والیاں نے سکھاں دا سروپ بنا کے سکھاں وچ رہ کے اپنے آپ نوں ودوان ثابت کر کے اُڈو باڈی سِکھی دھرم توں وِرُودھ گرنتھ گڑھ مارے کسی گرنتھ میں کچھ کسی میں کچھ لکھ دتا کسی وچہ لکھیا جو گورو جی نے جنیئو پایا ہے شرادھ کیتے ہیں۔ کسی وچہ لکھیا جو گورواں نے کل ورتک تے وِواہ کا بیج سب ہندو ریتی انوسار کیتا ہے۔ کتے لکھ ماریا گورو جی نے دیوی پوجی ہے کتے لکھ دتا جو سری دشمیس جی نے دیوی توں وریا کھنڈا لیا۔ لنگر ٹیٹے توں کچھ لئی پنتھ رچیا کتے لکھیا جو پنجاں پیاریاں نوں گورتا دتی کتے لکھیا جو سنت سنگھ نوں گورتا دتی کتے لکھیا ہے گلاب رائے نوں گدی دتی سا ڈے توں پچھوں توں گورو ہو وینگا کتے لکھیا ہے۔ گورو گرنتھ جی گورو ہن کتے پنتھ گورو ہے کتے بھائی نند لال تے کتے گنگا (کنجری) کو گورتا دتی ہے۔ گل کی کتنے ہی گرنتھ گھڑ مارے جنم ساکھی بھائی بالا۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ گور بلاس چھیویں پاتشاہی۔ گور بلاس دسویں پاتشاہی۔ سورج گرنتھ۔ پنتھ پرکاش۔ نانک پرکاش۔ تواریخ گورو خالصہ۔ راج خالصہ۔ شمشیر خالصہ۔ سو ساکھی بجے مکت۔ سرب لوہ۔ گرنتھ۔ پریم سومارگ پند نامہ نصیحت نامہ۔ بھگت مالا۔ گورو رتناولی۔ گورمت نرنے ساگر۔ چالیس رہت نامے۔ ۳۹ واراں بھائی گرداس بھلے دیاں۔ اِک وار براہمن بھائی گرداس دی جو دیوی پوجک سی۔ اِک وار کسی ہور سکھ دی۔ پنج سوکبت بھائی گرداس۔ چنڈی چرتر، دسم بیڑاں چار (۱) خاص بیڑ اِک بھائی منی سنگھ دی بیڑ۔ اِک بھائی دلیپ سنگھ دی بیڑ۔ اِک بھائی سکھا سنگھ دی بیڑ گل کی بے انت ہی گرنتھ لکھ مارے جس طرح بدیشیوں نے ایکتا توڑن واسطے تین کیتا سی ایناں آن مذہباں دے کڑی ماراں نے اُس تھیں ودھ کے پنتھ دے ٹکڑے ٹکڑے کر دتے" (بدھولانہ نمبر ۴ چیلنج صفحہ ۴ و ۷۔ مطبوعہ گورست پریس امرتسر)

اس مندرجہ بالا تحریر میں گیانی خزان سنگھ صاحب نے کھری کھری سنائیں ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کڑی ماروں (لڑکیوں کو مارنے والے) کو یہ بات گوارا نہ ہوئی۔ جس طرح بدیشیوں نے ہندوؤں کی شکل بنا کر اپنے آپ کو رشی منی ظاہر کر کے مختلف کتابیں بنا کر ہندوستانیوں کے خیالات علیحدہ علیحدہ کر کے خود حکومت سنبھال لی۔ اِسی طرح جھوٹے مذہب والوں نے سکھوں کی شکل بنا کر اور سکھوں میں ہی رہ کر اپنے آپ کو عالم ثابت کر کے مختلف تفرقہ ڈالنے والے سکھ دھرم کے خلاف گرنتھ لکھ مارے کسی گرنتھ میں کچھ اور کسی میں کچھ لکھ دیا۔ کسی میں لکھا کہ گورو صاحب نے جنیئو پہنا۔ اور شرادھ کئے۔ اور کسی میں لکھا کہ گوروؤں نے موت اور شادی کی تمام رسومات ہندو دھرم کی رسم و رواج کے مطابق کیں۔ کہیں لکھ دیا۔ کہ گورو صاحب نے دیوی کی پوجا کی۔ اور کہیں لکھا۔ کہ گورو گوبند سنگھ نے دیوی سے ور لے کر پنتھ چلایا۔ اور دیوی سے آپ کو تلوار دی اور دیوی کے لنگر ٹیٹے سے کچھ لینے پھیرا جس کو سکھ لوگ پہنتے ہیں لیا۔ اور کہیں لکھا کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے پانچ پیاروں کو گوریائی کی گدی بخشی کہیں سنت سنگھ کا نام تبلایا ہے کہیں لکھا ہے کہ آپ نے گلاب رائے کو گدی دی۔ کہ تو میرے بعد گورو ہو گا۔ کہیں گورو گرنتھ صاحب کو گورو بتلایا ہے۔ کہیں خالصہ پنتھ کو گوریائی دینے کا لکھ دیا۔ کہیں بھائی نند لال کو گورو بتلایا ہے۔ اور کہیں کنجری کو گوریائی بخشی ہے۔ غرض بہت ہی کتابیں بنا ڈالیں۔

(۱) جنم ساکھی بالا (۲) جنم ساکھی بابا منی سنگھ (۳) دس گورو بلاس پاتشاہی چھ (۴) گور بلاس دسویں پاتشاہی (۵) سورج گرنتھ۔ (۶) پنتھ پرکاش۔ (۷) نانک پرکاش (۸) تواریخ گورو خالصہ (۹) راج خالصہ (۱۰) شمشیر خالصہ (۱۱) سو ساکھی۔ (۱۲) بجے مکت (۱۳) سرب لوہ گرنتھ (۱۴) پریم سومارگ (۱۵) پند نامہ (۱۶) نصیحت نامہ۔ (۱۷) بھگت مالا (۱۸) گورو رتناولی (۱۹) گورمت نرنے ساگر (۲۰) چالیس رہت نامے (۲۱) انتالیس واراں بھائی گرداس بھلے کی (۲۲) ایک وار بھائی گورداس براہمن دیوی پوجک کی (۲۳) ایک وار کسی اور سکھ کی (۲۴) پنج سوکبت بھائی گورداس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲۵) جنڈی چرتر اور دسم گرنتھ کی چار جلدیں۔ الغرض بے شمار ہی کتابیں لکھ ماریں۔ جس طرح بدیشیوں نے ایکتا کو توڑنے کے واسطے کوشش کی تھی۔ اِسی طرح ان جھوٹے بے ایمانوں نے اس سے بھی زیادہ پنتھ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

گیانی صاحب کی یہ تحریر کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ آپ نے سکھ مذہب کی تمام تواریخی کتب کو بمعہ بھائی گرداس اور دسم گرنتھ کی تحریروں کے سب کو جھوٹی اور گورمت کے خلاف اور دھوکہ دینے والی بتایا ہے۔ اور ان کے مصنفوں کو یعنی بھائی سنتو کھ سنگھ اور گیانی گیان سنگھ بھائی منی سنگھ اور بھائی گورداس کو جن الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ میں اسے دوہرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ اس شعر میں ہی آپ نے بتا دیا۔ افسوس ہے۔ کہ اس شعر کا لطف پنجابی حضرات ہی اٹھا سکتے ہیں ؎

دے چھنڈ پیا گے آئیے چھنڈے اگے پاوا

اِک نوں کی رونذی ایں اُدت گیا سب آوا

(بدھو لانہ صہ ۲۲ نمبر ۲)

اس پنجابی شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ؎

بگڑا ہُوا ہے سب آوے کا آوا

یہ ہے سکھوں کی کتب کی حقیقت جس کا خلاصہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ آپ اس پر غور فرما دیں۔ ایسے حالات میں بچارے سری گورو گرنتھ صاحب جی مہاراج کا کیا حال کیا ہو گا۔" (باقی دارد)

درخواست دعا

مکرمی مولوی سراج الحق صاحب پٹیالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ انکی اہلیہ صاحبہ بعارضہ تپ دق عرصہ سے بیمار ہیں اب نہایت کمزور اور لاغر ہو گئی ہیں۔ ناظرین فاروق سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ انکی صحت یابی کیلئے دردِ دل سے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔ کہ شافی مطلق انکو صحت کامل اور زندگی بخشے آمین۔

احرار بیکار سرکار

وہ پولٹیکل سرگرمیاں جو کچھ عرصہ سے بزعم باطل کھوئے ہوئے وقار کو قائم کرنے کیلئے قادیان میں ہو رہی ہیں۔ بظاہر بیچارے امن دوست احرار کے ذمہ تھوپی جا رہی ہیں۔ جس کے متعلق افسوس ہے۔ کہ مجھے ابتداء ہی سے دوسرے بزرگوں اور دوستوں سے اختلاف رہا ہے۔ احرار بیچارے بے زبان اور ناکام جانوروں کی بھلا جرأت اور ہمت ہو سکتی تھی۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ جیسی امن کی دیوتا حکومت کے زیر سایہ احمدیہ جماعت جیسی حقیقی وفادار۔ جاں نثار قوم کے واجب الاحترام بزرگوں کو اس طرح علے الاعلان مرکز میں آکر ذلیل اور کمینے اور رذیل سے رذیل پیرائے میں گالیاں دیں۔ اور اُن غیر احمدیوں کو جماعت کے خلاف اُکسائیں۔ جو سالہا سال کی چولی دامن جیسی وابستگی سے پُر امن اور میٹھی نیند سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور باوجود اختلاف عقائد کے پھر باہم شیر و شکر تھے۔ جماعت احمدیہ باوجود اکثریت کے اُن کے ساتھ ہمیشہ مربیانہ اور کریمانہ سلوک کرتی رہی۔ قادیان کے غیر احمدی اوائل میں نادار اور لاچار تھے۔ لیکن احمدیہ جماعت کے تعلقات حسنہ کی بدولت زردار اور ٹھیکہ دار بن گئے۔ مملوک تھے۔ اِلّا مساوات کے سلوک پر مالکوں کیطرح ٹھاٹھ باٹھ رکھنے کے قابل ہو گئے۔ مگر جفا کار فلک کو کب گوارا تھا۔ کہ دارالامان میں بیگانے یگانے اس طرح بہت دیر تک مل بیٹھیں۔ نظر بد لگ گئی۔ دشمنِ امن نے موقعہ تاک کر سُرنگ لگائی۔ اور مشہور و معروف امن کو برباد کرنے والے اور فساد برپا کرنے والے ٹولہ احرار کو اس رذیل ڈیوٹی کے لئے خرید کر قادیان میں متعین کر دیا۔

یہ سچ ہے۔ اور بالکل حق ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فسادیوں کو کامیاب نہیں کیا کرتا۔ چنانچہ سابقہ تجربہ اور مشاہدہ بتلا رہا ہے۔ کہ ابن الدینار احرار کو کبھی کسی میدان میں بھی سوائے اصلی غرض یعنے طلب زر کے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ بیچارے خود تو کچھ نہیں۔ پس پردہ مداریوں کی انگلیوں پر ناچنا جانتے ہیں۔ مثال کے طور پر کشمیر کے معاملہ کو لو۔ وہاں جب کشمیر کمیٹی کو اہل کشمیر کے حقوق کے تحفظ اور بیداری میں کامیابی ہونے لگی۔ اور مداریوں کو کھُل کھیلنے میں رُکاوٹ محسوس ہوئی۔ تو جھٹ احرار کو خرید کر وہاں بھیجدیا گیا۔ اور وہاں جو کچھ ہُوا۔ وہ پبلک سے مخفی نہیں۔ ان کے صدقے کشمیر کے حصے بخرے کر لئے گئے۔ اور احرار حسب دستور رتیلی شکر سے منہ بھر کر گھر آ گئے۔ اور سیالکوٹ وغیرہ میں احرار نے جو سبز باغ سادہ لوح مسلمانوں کو دکھا کر دن دہاڑے لوٹ مار کر لی تھی۔ اس کی بناء پر سیالکوٹ میں فوراً ہی **انٹی احرار کمیٹی** قائم ہو گئی۔

پس یہ امر اب بالبداہت ثابت ہے۔ کہ احرار اب مداریوں کے داشتہ آید بکار ہیں۔ جہاں قیام وقار اور اپنی ہستی مخواہ کی ضرورت محسوس کرانے کا ارادہ ہُوا۔ وہاں ان فتنہ و فساد کے جنوں کو متعین کر کے ہدایت کر دی جاتی ہے۔ کہ ہرچہ خواہی کُن۔ کوئی پکڑ نہ ہو گی۔ کوئی سزا نہ ہو گی۔ بلکہ تمہاری ہر طرح حفاظت کی جاویگی۔ نہ صرف حفاظت بلکہ تمہاری زیادتیوں اور شرارتوں پر تم سے درگذر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تمہارے مد مقابل قوم سے سختی سے دار وگیر کی جاویگی۔ چنانچہ جیسا کہ میں پچھلے مضمون میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ جونہی کہ احراریوں کا منحوس قدم قادیان کی مقدس سرزمین میں پڑا۔ تو نہی زبینی غلاظ شداد بھی ان کے سایہ بن گئے۔

آخر پہلے بھی غیر احمدیوں کی مسجد میں نماز جمعہ ہوتی تھی۔ خطبے پڑھے جاتے تھے۔ گاہ گاہ غیر احمدی مولوی بھی آکر اختلافی مسائل پر تقاریر کر جاتے تھے۔ مگر قادیان کی پبلک خوب جانتی ہے۔ کہ کبھی بھی نہ کوئی پولیس کا پہرہ لگانا پڑا۔ اور نہ ہی کسی قسم کی پابندی کی ضرورت پڑی۔ احرار کے بھیس میں آئے ہوئے ایجنٹوں کے آنے کے ساتھ ہی پولیس کا کڑا پہرہ لگ جانا یہ شعنے رکھتا ہے۔ کہ ان بدیشی ایجنٹوں کی تشریف آوری سے اختلافی مسائل کو سمجھانا مراد نہ تھا۔ بلکہ اشتعال انگیزی پھیلا کر پھوٹ اور نفاق کا بیج بونا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ کشت و خون ہو مجھے اس خیال سے کہ ان بدیشی ایجنٹوں کو ادائگی فرائض میں کوئی زخم چشم نہ پہنچے۔ سرکاری پہرہ کا مظاہرہ کیا گیا۔

ہونہار بردا کے چکنے چکنے پات۔ خدا میرے اس بیان پر شاہد ہے۔ کہ میں نے اسی وقت ان مخفی ارادوں اور سکیموں کی انتہا کو بھانپ لیا تھا۔ اور حقیقت حال یہ ہے۔ کہ ان بدیشی ایجنٹوں کی ہر ایک کوشش ہر قدم پر یقیناً کامیاب ہونے والی تھی۔ بھلا یہ ممکن تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے مقدس ترین اور عزیز ترین امام کو منبر مسجد پر کھڑے ہو کر خود قادیان میں بہ ملاپے نقط سنائی جائیں۔ اور قادیان کی جماعت ایک مذہبی حیثیت غیرت اور دیوانگی رکھنے اور بہت زیادہ اکثریت کے باوجود خاموش رہتی۔ اور ان بدزبان خبیث ارواح کو جو احراریوں کے بھیس میں قادیان میں آکر نازل ہوئیں۔ کیفر کردار کو نہ پہنچاتی؟ یہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ایسا کشت و خون ہو پڑنا نہایت معمولی امر تھا۔ اور احراریوں کے مربیوں کے عین توقعات کے مطابق تھا۔ دشمن کو کامل یقین تھا کہ اس ذلیل حکمت عملی سے اس کا پروگرام چند ہی روز میں کامیاب ہو جائے گا۔ مگر دشمن نے اپنی جہالت اور لاعلمی کی بدولت سخت ٹھوکر کھائی۔ اس نے جماعت احمدیہ کی واحد ذمہ وار ہستی کی وسعت علمی۔ وسعت قلبی اور وسعت مصلحت کے اندازہ لگانے میں سخت غلطی کی۔ کیونکہ جماعت کے مقدس امام نے اپنی خداداد بصیرت اور معرفت کی بدولت ان بدیشی ایجنٹوں کے ان مخفی ہاتھوں کو دیکھ لیا جنہوں نے ان ایجنٹوں کی تاروں کو پکڑا ہوا تھا اور یہ بھی یقین کر لیا۔ کہ یہ گالیاں حقیقی اور مذہبی طور پر نہیں دی جا رہیں۔ بلکہ پولیٹیکل حکمت کے ماتحت دلائی جا رہی ہیں۔ جو صرف زبانوں اور حلقوں تک محدود ہیں۔ اس لئے اس مخفی جنگ کے اندفاع کے لئے جس کمال تدبر۔ دور اندیشی سے اپنی جماعت کو طیار کیا۔ لاریب وہ اسی مقدس امام یعنی حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ الودود کا حصہ تھا۔ یہ جنگ تیر و تفنگ اور گولہ و بارود کی جنگ سے زیادہ خطرناک تھی۔ اس لئے کہ مخفی تھی۔ دشمن سامنے نہ تھا۔ اس کے آلہ کاروں سے بچکر حقیقی دشمن کو مات کرنا اور پس پا کرنا بہت بڑی ہمت اور جرأت اور حکمت کا کام تھا۔

پس جماعت کو غیر معمولی صبر و شکیب اور بردباری کا دارو ئے تلخ پلا کر مدہوش رکھا گیا۔ اور دشمن کا حملہ ہر بار پہلے سے زیادہ تیز اور سخت ہوتا رہا۔ مگر ہر حملہ پر وہ پسپائی اور ہزیمت اٹھاتا رہا۔ جس وقت ۱۹۳۴ء میں تبلیغی کانفرنس سرکس منایا جانے لگا۔ اس وقت بظاہر تو قیام امن کا مظاہرہ کیا گیا۔ مگر دراصل اشتعال انگیزی اور فتنہ سازی کا پورا پورا سامان کر دیا تھا۔ عین اسی طیاری کے ایام میں بدیشی ایجنٹوں نے قادیان کے سادہ لوح غیر احمدیوں کو اُکسا کر اپنی مسجد کے ملحقہ مکان میاں عبداللہ احمدی جلد ساز کی دیوار گرا دی تاکہ تبلیغی سرکس کے انعقاد سے پہلے ایسا واقعہ ہو کر تصادم برپا ہو جائے۔ تو قادیان جیسی پرامن بستی میں دفعہ ۱۴۴ لگائی جا سکے۔ مگر باوجود اس قدر جبر و تشدد کے وہ معاملہ شخصی کا شخصی رہا۔ اور دشمن کی مراد پوری نہ ہوئی۔

مگر اس ناکامی پر کیا کیا؟ یہ کہ جب عبداللہ صاحب جلد ساز اپنی دیوار کے گرا دینے کی رپورٹ پولیس میں کرنے گیا۔ تو تھوڑی سی بحث و بحاث کر کرا کر اسی بیچارے رپورٹ کرنے والے مظلوم کو ہتھکڑی لگالی کہ چونکہ نقض امن کا خطرہ ہے۔ اس لئے مچلکہ اور ضمانت دو۔ ورنہ حوالات کی ہوا کھاؤ۔ وہ بیچارہ پہلے ہی زخم خوردہ اور مصیبت زدہ تھا۔ آگے اس کے ساتھ سکھا شاہی کا مظاہرہ یہ کیا گیا۔ ناکامی پر جھنجلا کر اس کو ہتھکڑی لگالی۔ اور خانہ پوری کے طور پر غیر احمدیوں میں سے جو بیسیوں کی تعداد میں دیوار گرانے میں شامل تھے۔ صرف ایک کو صدقہ کا بکرا بنا کر گرفتار کر لیا۔ اب یہ کس قدر اندھیر ہے کہ ایک شخص حفاظت کے تنخواہ دار اجارہ داروں کے پاس فریادی جاتا ہے۔ کہ میری پچاس سال کی بنی ہوئی دیوار بدیشی ایجنٹ سادہ لوح بھیڑوں سے گروا رہے ہیں۔ اس کو بچایا جائے۔ اس کی دادرسی اس طرح کی جاتی ہے۔ کہ جھٹ اس کو ہی ہتھکڑی لگا کر بٹالہ بھیج دیا جاتا ہے۔ اور پھر وہاں ناکردہ گناہ فریادی کو رات بھر حوالات میں رکھ کر دوسرے روز ضمانت پر رہا کیا جاتا ہے۔ کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ مالک مکان کی غیر حاضری میں امن شکن جنوں نے دیوار شکنی کر کے پردہ دار مکان کو بے پردہ کر دیا۔ مگر محافظ امن پولیس کی مشین حفاظت حرکت میں آئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اسی مظلوم کے بالمقابل میاں عبداللہ جلد ساز کا بیان ہے کہ اثنائے راہ میں پولیس والے مجھ پر رحم کھاتے ہوئے باہم کہہ رہے تھے۔ کہ اس بیچارے چھوٹے آدمی کو خواہ مخواہ پکڑا۔ مزا تو تب تھا کہ کسی بڑے کو ہتکڑی لگائی جاتی۔ بہر حال پہلی بسم اللہ تھی۔ جو غلط نکلی۔

اس کے بعد دوسرا حملہ تبلیغی کانفرنس کے ڈھونگ کے رنگ میں قادیان پر کرایا گیا۔ حالانکہ یہ ڈھونگ قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر دوسرے گاؤں کی زمین میں رچایا گیا۔ مگر دفعہ ۱۴۴ قادیان پر لگائی گئی۔ گویا بدیشی ایجنٹوں کو تو بے لگام کر دیا گیا۔ کہ وہ جو کچھ بھی واہی تباہی بکیں۔ بکتے چلے جائیں۔ مگر اس کے ازالہ کے لئے ہمیں اپنے گھروں میں بھی اجازت نہیں۔ کہ ہم چار آدمی اکٹھے کر کے انکی غلط بیانیوں افتراؤں اور شرارتوں کا دفعیہ کر سکیں۔ جبکہ کافی سے زیادہ پولیس موجود تھی۔ چپہ چپہ پر سوار اور پیادہ پولیس کا پہرہ تھا۔ باہمی فاصلہ بھی بعد المشرقین کا تھا۔ تو پھر قادیان پر دفعہ ۱۴۴ لگانا گویا اس کا مصداق تھا۔ کہ کرے مونچھوں والا اور پکڑا جائے داڑھی والا۔ جماعت احمدیہ کے مرکز پر بدیشی ایجنٹ فتنہ پردازی کی نیت سے چڑھا کر لائے جاتے ہیں۔ مگر محصور کر لیا جاتا ہے جماعت احمدیہ کو۔ یہ ہے وہ روایتی انصاف گورنمنٹ برطانیہ کا جس کی بدولت تمام دنیا پر اس کو فوقیت حاصل ہے۔ غیر احمدیوں کے کئی ایک جلسے پہلے بھی قادیان کے اندر منعقد ہوتے رہے۔ اور کئی کئی روز تک باہمی مناظرے بھی ہوتے ہواتے رہے۔ کبھی نہ اتنی پولیس کی ضرورت پڑی۔ اور دفعہ ۱۴۴ تو بہت بڑی بات ہے۔ مگر یہ کس قدر پرلطف اور مضحکہ خیز امر ہے کہ قادیان کی چار دیواری کے اندر جلسوں پر تو دفعہ ۱۴۴ کی کبھی بھی ضرورت نہ پڑے۔ مگر موجودہ حکام ضلع کے تدبر اور حسن انتظام کا دیوالہ دفعہ ۱۴۴ کی صورت میں نکلے۔

پھر تیسرا حملہ ان بے جا قیود اور پابندیوں کی صورت میں یہ کیا گیا۔ کہ قادیان جو احمدیوں کا ایک طرح کا گھر ہے۔ بیرونی احمدیوں کو آنے سے روک دیا گیا۔ اور بد زبان ایجنٹوں کو ہمارے گھر پر بلوا کر اشتعال انگیز آوازے کسوائے گئے۔ اور ہمیں یہ جتلایا گیا۔ کہ قیام امن کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ حالانکہ قیام امن کے لئے بہتر طریق یہ تھا۔ کہ بجائے اس کے کہ احمدیوں کو ناجائز اور جابرانہ رنگ میں روکا جاتا۔ اشتعال انگیز تقریروں کو ہی نہ کرایا جاتا۔ آخر یہ احمدی آج کوئی نئے نہیں آ رہے تھے۔ جب کبھی غیر احمدیوں کا جلسہ ہوتا رہا۔ احمدی کثرت سے آتے رہے۔ اور کبھی ایک مرتبہ بھی ہماری جماعت والے غیر احمدیوں کے ان جلسوں میں بھی مخل نہ ہوئے جو وسط شہر میں ہوتے رہے۔ چہ جائیکہ دوسرے گاؤں کی زمین میں جا کر مخل جلسہ ہوتے۔

چوتھا حملہ جو یقیناً کسی خفیہ سکیم کی تکمیل کے لئے تھا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کی بدزبانی کے خلاف مقدمہ کی اوٹ میں کیا گیا جس کا انجام سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کی صورت میں ہوا۔

پس اب اس حملہ کی وجہ سے پے در پے حملوں کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ کیونکہ اس فیصلہ کی رو سے قادیان والے قاتل۔ ظالم۔ سفاک۔ ڈاکو وغیرہ قرار دیئے گئے۔ اور قانونی زد سے بچاؤ کی نامعقول وجہ پیدا ہو گئی۔ اس لئے جھوٹے مقدمات بنانے شروع کر دیئے۔ ایک مقدمہ بنایا گیا۔ کہ عبدالسلام احراری بن عبداللہ کمپونڈر کو حضرت میاں شریف احمد صاحب نے چند اور لوگوں کی معیت میں زدوکوب کیا۔ وجہ نامعلوم۔ گویا ایک غیر معروف چھوکرے کو مارنے کے لئے حضرت میاں شریف احمدؐ صاحب و دیگر معزز لوگوں کے سوا اور کوئی اس کے پلہ کا قادیان میں نہیں تھا۔ مقدمہ کی کمزوری کو محسوس کر کے حضرت میاں صاحب کا نام تو پہلی پیشی میں نکال دیا گیا۔ باقیوں پر فرد جرم لگا کر مقدمہ جاری کیا گیا۔ جو زیر سماعت ہے۔

دوسرا مقدمہ اسی چھوکرے کی طرف سے یہ کرایا گیا۔ کہ پچیس آدمی جن میں کئی ایک ناظر بھی شامل ہیں۔ اس کے مکان پر حملہ آور ہوئے۔ اس لئے ان کی ضمانت لی جاوے۔

تیسرا مقدمہ عیدگاہ کا ہے۔ کہ احمدیہ عیدگاہ کی باضابطہ حد بندی کرائی جا رہی تھی۔ کہ احراری ایجنٹوں نے سادہ لوح غیر احمدیوں کو اکسا کر ان پانچ چھ آدمیوں پر حملہ کرا دیا۔ جو حد بندی کر رہے تھے۔ ٹوکریاں کسیاں بھی چھین لی گئیں۔ ان آدمیوں نے بغیر اندفاعی حملہ کئے اور کسیاں ٹوکریاں دے کر اپنا کام شروع کرا دیا۔ بدیشی ایجنٹوں کو یقین تھا کہ اس طرح گلے پڑنے اور کسیاں چھیننے پر احمدی ضرور بر سر پیکار ہو جائیں گے۔ مگر یہ وار بھی خالی گیا۔ اسی اثناء میں پولیس والے بھی وقت کے اندازہ کے مطابق پہنچ گئے۔ مگر چونکہ وہاں کوئی لڑائی وغیرہ نہ ہوئی تو اس نامرادی کو دیکھ کر پولیس کا جھنجلانا ضروری امر تھا پولیس والے اپنے حالیوں موالیوں کے پاس جمع ہو گئے۔ چنانچہ اس ملی بھگت کے عین موقعہ پر ہمارے فوٹو گرافروں نے فوٹو اتار لئے۔ اور باقی نقل و حرکت کے جو پولیس اس وقت بدیشی ایجنٹوں کی پشت پناہی کے ذریعہ کر کرا رہی تھی۔ فوٹو لئے جا رہے تھے۔ کہ پولیس والوں نے اس عریانی کو محسوس کر لیا۔ اور اس گروہ احرار میں سے تین چار کو ہمارے آدمیوں سے ٹوکریاں اور کسیاں چھین جھپٹ کر کے کوئی صورت فوری گرفتاری اور فوٹو کے شیشہ سے روک تھام کی نکالنے کے لئے بھیجا گیا۔ ان تین چار میں وہ حنیفا بھی تھا جس سے بعد میں حضرت میاں شریف احمدؐ صاحب پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ خیر اس دارو گیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بہانے ہمارے چار فوٹو گرافر دل اور دو مختاروں کو پانچ سے زائد تعداد بنا کر بلوہ کی صورت گرفتار کر لیا گیا۔ اور خانہ پُری کی خاطر اپنے سینکڑوں احراری پٹھوؤں کے مجمع میں سے صرف چار کو گرفتار کیا۔ حالانکہ نقص امن کے خوف سے جبکہ غیر احمدیوں کے جلسہ پر جو دوسرے گاؤں میں ہوا تھا۔ احمدیوں کو قادیان آنے سے روکا جا سکتا تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس وقت باوجود بقول بعض افسران بیس روز پہلے سے یہ علم رکھنے کے کہ احمدی اپنی عید گاہ کی حد بندی کریں گے۔ تو غیر احمدی ان پر حملہ آور ہونگے۔ اس دن غیر احمدیوں کو وہاں جانے سے نہ روکا گیا۔ اس سے تو پولیس کا وجود قادیان میں عبث اور بے فائدہ ثابت ہو رہا ہے۔ یا کوئی اور معاملہ ہے۔ جو در بطن پولیس اور ہماری انگلیوں میں ہے۔ اور انچارج پولیس نے گالیاں دیں

پھر چند روز کے بعد جب سرکاری آدمی کے ذریعہ احمدیہ عید گاہ کی نشان دہی کرائی جا رہی تھی۔ تو اس وقت ایک مردہ صفت بڈھے کو محاذ پر بھیجا گیا۔ کہ وہ وہاں جا کر مرنے مارنے پر آمادگی ظاہر کرے۔ اور پولیس کو نقص امن کا گھڑا گھڑایا عذر مل جائے۔ چنانچہ اس مجسمہ فوجداری نے حسب ہدایات اپنا پارٹ خوب ادا کیا۔ یہاں تک کہ اس نے پٹواری کو بھی بے نقط سنا دیں۔ اس پر فوراً ہی حسب تجویز پولیس اور انچارج پولیس پہنچ گئے۔ اور یوں بیچ بچاؤ کیا۔ کہ تم نشان لگا لو مگر پختہ نشان نہ لگاؤ۔ کیونکہ فساد کا خطرہ ہے جیسا کہ اس رستم زمان بڈھے کی حملہ آوری سے عیاں ہے۔ یعنے کہ عید گاہ کی نشان دہی کو جو باجازت افسر مجاز سرکاری آدمی کے ذریعہ کرائی جا رہی تھی۔ اس ساز باز کے ذریعہ کالعدم کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس کے بعد نئے پروگرام کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کی حد شدہ زمینوں کے پاس میلا منوایا گیا۔ ہماری طرف سے پولیس کو رپورٹ کر دی گئی تھی۔ کہ اس میلہ کے ذریعہ ہماری دیواروں کو گرانیکا منشوره معلوم ہوا ہے۔ پولیس کا فرض منصبی تھا۔ کہ اس رپورٹ کے مطابق اس کی نگرانی کرتی۔ مگر برعکس اس کے وہ دیواریں بر سر میدان علانیہ طور پر گرائی گئیں۔ اور پولیس ٹس سے مس نہ ہوئی۔ مختار انجمن نے جا کر انچارج پولیس چوکی کو جا کر رپورٹ کی تو بجائے رپورٹ درج کرنے کے ایسی گندی اور فحش مغلظات سنائیں۔ جو ان پڑھ سے ان پڑھ اور جاہل اور جانگلی لوگوں سے بھی متوقع نہیں۔ اس بدزبان گندہ دہن گالی دینے والے ذمہ دار نے اپنی گندہ زبانی کو نہ صرف رپورٹ کنندہ تک ہی محدود رکھا۔ بلکہ کل جماعت احمدیہ کو من حیث الجماعت غلیظ گالی دی۔ یہ جرأت اور دیدہ دلیری اس مخفی ہستی کا پتہ دیتی ہے جو پس پشت ہے۔

جماعت احمدیہ کے املاک پر ناجائز تصرف اور قبضہ کرنے کی سکیم کی تکمیل میں ایک نئی حرکت یہ کرائی گئی۔ کہ احمدیہ وسطی محلہ کی مقررہ جگہ مسجد کے قریب شاملات میں احراریوں کا اڈا لگوایا گیا پہلے دو چار روز بوجہ گرمی کے نماز پڑھنے کا ڈھونگ رچایا گیا۔ کیونکہ دشمن کو کامل یقین تھا۔ کہ جہاں احمدی نماز کے لئے بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ ان کے پاس ہی احراریوں کا مجمع ہوگا۔ تو بدیشی ایجنٹ لیکچر کر کے ان کو گالیاں دیں گے۔ آوازے کسینگے پھر احمدیوں کو ضرور اشتعال آئے گا۔ اور ہمارا کام بن جائے گا۔ مگر خدا کی شان کہ یہ وار بھی خالی گیا کہ احمدیوں نے ادھر منہ ہی نہ کیا۔ اور واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما پر حرف بحرف عمل کر کے اپنے تئیں امن پسند صابر بردبار ثابت کیا۔ اور اس طرح دشمن ناکام و نامراد رہا۔

پھر اس امن شکن حرکت کو صرف نماز پڑھنے تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ وہاں دو ہی چار روز کے بعد ہمارے خلاف جلسے شروع کرا دیئے گئے۔ جس میں کوڑی کوڑی کے لفنگوں سے ہمارے مقدس امام کو گالیاں دلوائی گئیں۔ اور ہر قسم کی توہین و تذلیل جس قدر بھی ممکن تھی۔ گلے پھاڑ پھاڑ کر کرائی گئی۔ اس خبیث فعل کا ارتکاب رات کے وقت کرایا گیا۔ تاکہ قادیان کے دور دور کے گوشوں تک ان کے خباثت بھرے آوازے پہنچ جائیں۔ یہ کس قدر اندھیر نگری ہے۔ کہ اگر ہم کوئی پُر امن جلسہ بدیشی ایجنٹوں کے سب و شتم اور توہین و تذلیل اور ظلم و تعدی کے خلاف منعقد کر کے گورنمنٹ کے حضور صدائے احتجاج بلند کریں۔ تو جھٹ ہم پر دفعہ ۱۴۴ لگا دی جاتی ہے۔ اور فساد کا سخت خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اور ہم کو امن شکن قرار دیا جاتا ہے۔ مگر پولیس کی زیر قیادت و حفاظت بے موقعہ بے وقت اور خواہ مخواہ کی چھیڑ چھاڑ کی نیت سے جلسے کرائے جاتے ہیں۔ تو اس وقت دفعہ ۱۴۴ کو سانپ سونگھ جاتا ہے ؎

غرض خدا کی شان سے
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بدیشی ایجنٹوں نے جس قدر بھی اشتعال انگیزی اور ہمارے جذبات غیرت کو مجروح اور زخمی کرنے کی کوشش کی۔ اسی قدر زیادہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت کو صبر و شکیب کی توفیق بخشی۔ اور دشمن اپنے منصوبوں میں ناکام و نامراد رہا۔

ہاں! اس دوران میں ایک مکروہ سیرت اخبار بھی "مشکلکشا" کے نام سے قادیان میں جاری کرایا گیا۔ جس کا مقصد صرف اور صرف از ابتداء تا انتہاء جماعت احمدیہ کی ایڑی کو ڈسنا تھا۔ اس میں بھی ہمارے جذبات کو بھڑکانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ سب سے بڑی سہولیت اور آسانی جو اس کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے مربیوں کی طرف سے ملی۔ وہ دو سو پچاس روپیہ کی کمترین ضمانت تھی۔ احباب نے ہندوستان کے کسی گوشہ کے اخبار کے لئے بھی اس قدر حقیر ضمانت نہ کبھی دیکھی سنی ہوگی۔ گویا برائے نام ضمانت تھی۔ اس کے اجرا کا مقصد کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ بلکہ عین ان ایام میں اجرا کیا گیا۔ جب کہ پہلے ہی فرقہ وارانہ منافرت مخالفت اور پھوٹ و نفاق کا بیج کافی طور پر بویا جا چکا تھا۔ ایسے موقعہ پر تو مدبر اور دور اندیش اور صلح پسند اور محافظ امن حاکم اس قسم کے تمام وجوہ سے بچتے ہیں۔ جو جلتی آگ پر مزید تیل چھڑکنے کا باعث بنیں۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا زبانی گالی گلوچ اور چھیڑ چھاڑ کو ناکافی سمجھ کر اور بصیغہ راز کارروائیوں پر پردہ ڈالنے اور مخفی پروگرام کو اخباری ریکارڈ کی رو سے تقویت دینے کے لئے یہ رذیل ذریعہ اختیار کیا گیا۔ تاکہ شاید اس طریق سے قادیان کے اخبارات مشتعل ہو کر اس کے خلاف لکھیں۔ اور آپس کی تیا ٹکی میں طرفین سے ضمانتیں بھی لی جا سکیں۔ اور اس اشتعال انگیزی سے ممکن ہے۔ کہ اصل غرض پوری ہو جائے۔ مگر اس پر بھی صدائے برنخاست والا معاملہ پیش آیا؛

غرضیکہ اس طرح زبانی گالی گلوچ احمدیوں کے املاک پر ناجائز تصرف۔ جھوٹے مقدمات۔ عام مار پیٹ اور اجرائے اخبار ان تمام مراحل میں مقصود پروگرام حاصل ہوتا نہ دیکھ کر اب آخری منزل یہ قرار پائی۔ کہ اب احمدیوں کے بڑوں کے گلے پڑو۔ چنانچہ اس کی پہلی کڑی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ سے شروع کرائی گئی۔ جو احباب محکمہ پولیس میں زندگیاں گذار چکے ہیں۔ یا گذار رہے ہیں۔ یا جو دوست عدالتوں کی زندگیاں دیکھ رہے ہیں۔ وہ اس حملہ کی نوعیت سے بخوبی اور بآسانی سمجھ جائیں گے۔ کہ یہ اور اس قسم کے اور افعال بجز منظم اور گہری اور طاقتور سازشوں کے ہونے ممکن ہی نہیں۔ یہ اشتعال انگیزی کی انتہا تھی۔ جس پر دشمن کو یقینی کامیابی تھی۔ اس حملہ آور چھوکرے پر خدا جانتا ہے۔ کہ مجھے کچھ رنج نہیں۔ کیونکہ ایسے چھوکرے کو عام آدمی تو چار پانچ روپے کے طمع سے اس خونی ارتکاب کے لئے بآسانی آمادہ کر سکتا ہے مگر صاحب اثر افسر یا حاکم جس کے ہاتھ میں اس کی موت و زندگی کی باگ ڈور ہو۔ اس کا تو ایک اشارہ ہی کافی ہے۔ بھلا ایک گداگر کے لڑکے کو بغیر کسی مخفی تسلی آمیز پشت پناہی کے گاؤں کے مالکوں پر قاتلانہ حملہ کی جرأت ہو سکتی تھی۔ اور پھر بالکل بے وجہ جب کہ ذاتی طور پر اس کو کوئی بھی خصومت اور شکایت نہیں تھی۔ پس لازماً وہ بھاڑے کا حملہ آور ہے اس لئے ذاتی طور پر وہ بے قصور ہے۔ پھر اگر کوئی سوال کرے۔ کہ اصل قصوروار کون ہے؟ تو میں عرض کروں گا ؎

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

میرے اپنے دل پر جو ان پیہم حملوں اور کمینہ حرکات سے یقینی اثر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

پس ؎ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ وقاری پروگرام کوئی ایسا ویسا نہیں۔ بلکہ یہاں تک بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ ایک مغلوب الغضب افسر نے اپنی مسلسل نامرادیوں کو محسوس کر کے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ ابھی تو کیا ہے۔ ہم تو احمدی جماعت کو غدر کے پوربیوں کی طرح ذلیل و خوار بنا کر چھوڑیں گے۔ اگر اس ذمہ دار اور محافظ امن کے بے ساختہ قول میں کچھ صداقت ہے تو پھر ہم ان ملمع سازانہ چوکی پہرہ پر کس طرح مطمئن رہ سکتے ہیں۔ ہم کو کہا جاتا ہے۔ کہ حکومت کو تو احمدیوں کے جان و مال کی حفاظت مدنظر ہے۔ حالانکہ احمدی اسی مہربان حکومت کے زیر سایہ سالہا سال سے بدوں اس کے کہ حکومت کے عمال اور ساز و سامان کو قادیان آنے کی زحمت اٹھانی پڑے۔ دور ہی کی نظر شفقت کے طفیل امن و امان سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ حکومت کا اچھا سایہ ہما پایہ قادیان پر پڑا۔ کہ ہر دوسرے تیسرے یا تو کوئی حملہ ہو جاتا ہے۔ یا جھوٹے مقدمے بنائے جاتے ہیں۔ یا کوئی مار کٹائی کا واقعہ ہو رہتا ہے۔ سچ ہے۔ کہ محبت دور کی اچھی۔ پھر پر لطف بات تو یہ ہے۔ کہ ہمارے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر ہماری ہی ہر نقل و حرکت کی مجرمانہ نگرانی کی جاتی ہے۔ بدیشی ایجنٹ گندے سے گندے پوسٹر چسپاں کریں۔ بورڈوں پر مغلظات اور توہین آمیز فقرات لکھیں۔ تو وہ "حلوائے خوب است دیگر بیاید" کہہ کر ہضم کر لیا جاتا ہے۔ مگر ہماری طرف سے اگر کوئی ایک آدھ شعر یا فقرہ مہذبانہ رنگ میں کسی بورڈ پہ لکھا جاوے۔ تو بورڈ ہی ہضم ہو جاتا ہے۔ یہ ہے آئینی حکومت کے عمال کا غیر جانبدارانہ اور عادلانہ رویہ اور طرز عمل۔ جس پر عقل و دانش اور روایتی عدل و انصاف جس قدر بھی سر پیٹے تھوڑا ہے؛ (باقی پھر)

(خاکسار۔ فخر الدین ملتانی)

معمار امرتسری کو دوسرا انعامی چیلنج

بخدمت جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

آپ نے محمدیہ پاکٹ بک میں لکھا ہے ناظرین غور فرمادیں کہ کہاں بیسیوں آیات و احادیث جنہیں بالتصریح عیسےٰ علیہ السلام کا نام لیکر ان کا رفع سماوی و حیات و نزول من السماء مذکور و مرقوم موجود ہے (ص ۴۲۹) اگر آپ قرآن مجید سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق الی السماء اور پھر دوبارہ آمد کے متعلق من السماء دکھا دیں تو آپکو مبلغ دس روپیہ نقد انعام بغیر کسی حیل و حجت کے دیا جائیگا۔ جواب جلد شائع فرمادیں؛

(محمد عبدالحی مجاہد فاضل امرتسر چھاؤنی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین سے خطاب

آج جناب مولانا حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کا ایک خطبہ پیغام صلح مورخہ ۱۵ / جون میں اور ایک مضمون پیغام مجریہ ۳۵/۶/۱۹ میں کمترین نے پڑھا۔ آپ نے نہایت ہی احسن طریق پر زلزلہ کوئٹہ کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں میں فرما کر معاندین حق کو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کا ارشاد فرمایا ہے جو لائق تحسین ہے۔ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ کے پہلے قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی ہے۔" وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذالک فی الکتٰب مسطورًا (ترجمہ) (اور کوئی بستی نہیں۔ مگر ہم اسے قیامت کے دن سے پہلے ہلاک کر دینگے یا اسے سخت عذاب دینگے۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے" چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں" خطبہ کے شروع میں جو آیت پڑھی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بستی نہیں جس کو قیامت سے پہلے ہلاک نہ کیا جائے یا سخت عذاب نہ دیا جائے" لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب مولانا صاحب نے عمداً یا سہواً حضرت مسیح موعودؑ کی اسی آیت کی تفسیر نظر انداز فرما دی ہے اور اس کی تہ میں جو راز اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہوا ہے اور جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے ذیل کے الفاظ میں فرمایا ہے۔ بالکل چھوڑ گئے ہیں۔

حضورؑ فرماتے ہیں" اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے۔ کہ وان من قریۃ الاٰیۃ۔ (بنی اسرائیل ۱۷-۳ ھ) یعنی کوئی ایسی بستی نہیں۔ جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کرینگے۔ یا اس پر شدید عذاب نازل نہ کریں گے۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہو گا۔ اور دوسری طرف یہ فرمایا وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولاً۔ اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔۔۔۔۔۔ (ص۶۵ تتمہ حقیقۃ الوحی) واخرین منھم لما یلحقوابھم یعنے آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم و تربیت پا دیں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہو گا۔ جو کہ آنحضرت صلعم کا بروز ہو گا۔۔۔۔۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونیکی نسبت ایک پیشگوئی ہے (ص۶۷ تتمہ حقیقۃ الوحی)

میں جناب مولوی صاحب کا از حد مشکور ہوں گا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تشریح کو بھی واضح فرما کر اپنے آرگن پیغام صلح میں ایک کالم اور ہدیہ ناظرین فرما دینگے۔ اگر غیر مبائعین حضرات آخری زمانہ میں فرمودہ رسالت و نبوت کی پیشگوئی جو اوپر حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر میں مندرج ہے۔ سے یہ استدلال کرنے کی ناکام کوشش فرمائیں۔ کہ یہ نبوت محدثیت والی جزوی نبوت تھی جس کے متعلق حضورؑ نے یہ تحریر فرمایا تھا۔ تو میں نہایت مؤدبانہ عرض کر دوں گا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ تو چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ پھر تو پہلے تیرہ مجددین بھی اس نبوت میں شامل ہوئے۔ لیکن خدارا سوچو اور خدا کا خوف دل میں رکھ کر سوچو کہ حضرت مسیح موعود تو صاف فرما رہے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک رسول ایک نبی آئے گا نہ کہ سب ہی نبی ہونگے۔

اب براہ مہربانی یہ فرمائیں۔ کہ یہ مخصوص محض ایک رسول ایک نبی کون ہے؟ آ چکا ہے۔ یا کہ آئندہ آنے والا ہے۔ لیکن آپ یاد رکھیں۔ کہ حضرت صاحب نے اس کی بھی تشریح فرما دی ہوئی ہے کہ وہ مسیح موعود ہی ہے۔ اب انکار کرو کس طرح اور کس ترکیب سے انکار کی جرأت کر سکتے ہو۔

پھر آپ اپنے مضمون مندرجہ ص۵ پیغام صلح ۳۵/۶/۱۹ میں فرماتے ہیں" اور جو اپنے آپ کو اس ارشاد الٰہی کا مصداق بنائے۔ وکاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔ اس کی آنکھوں کا پردہ کون اٹھا سکتا ہے۔ کم از کم اس قدر سبق اس سے لے لیا جائے کہ آج جو ایک برگزیدہ انسان (حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) کے ساتھ تمسخر و استہزاء کیا جا رہا ہے اسے ہی چھوڑ دیا جائے۔ اور یہ تو ویسے بھی چھوڑنے کی چیز ہے کیونکہ یہ صلحا کا طریق نہیں۔ کبھی کسی صالح انسان کی زندگی میں یہ نمونہ نہ پاؤ گے۔ کہ اس نے اپنے کسی مخالف پر خواہ وہ کتنا ہی بُرا ہو تمسخر و استہزا ہی کیا ہو۔ بلکہ یہ ہمیشہ معاندین حق کا طریق رہا ہے۔ کہ وہ نبیوں کے ساتھ تمسخر کرتے رہے ہیں"

آپ نے اس عذاب سے معاندین حق کو نصیحت فرمائی ہے۔ کہ کم از کم موجودہ زمانہ کے برگزیدہ انسان یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جو تمسخر و استہزاء کیا جا رہا ہے اسے ہی چھوڑ دیا جائے۔ لیکن میں جناب مولوی صاحب سے نہایت مؤدبانہ عرض کر سکتا ہوں۔ کہ کیا محض تمسخر و استہزاء ترک کر دینے سے یہ مقدر عذاب ٹل سکتے ہیں۔ یا مصدق ہونے سے یعنی حضرت مسیح موعود کی بیعت میں حقیقی طور پر شامل ہونے سے اور آپ کی تعلیم کے ماتحت خدا تعالےٰ کے آگے جھک جانے سے جو دراصل حضرت نبی کریم صلعم کی ہی تعلیم ہے اور اس چودھویں صدی کے عظیم الشان بگاڑ میں دُہرائی جا رہی ہے۔ نیز ایک اور مثال دیگر جناب مولوی صاحب نے فرمودہ برگزیدہ انسان (حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) کے ساتھ تمسخر و استہزا کو نبیوں کے ساتھ تمسخر و استہزا جتلا کر آج اقرار فرما لیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی نبی تھے اور یہ کہ معاندین حق کا آپ کے ساتھ تمسخر بھی اُسی زمرہ میں شامل ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

میں آج پھر اپنے غیر مبائعین حضرات کو پیغام صلح ۳۵/۶/۱۹ کے اس مضمون کی طرف توجہ فرمانے کی التجا کرتا ہوں" خدا کا یہ ایک محکم قانون ہے کہ وہ اپنے کسی مامور کو بھیجے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا۔۔۔۔۔ یہ مامور مجدد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمان حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی مسیح موعودؑ ہیں۔" جو انہوں نے سلسلۂ گذشتہ سال کے زلزلہ بہار کے موقعہ پر رقم فرمایا تھا۔ اور جس کی نشر و اشاعت خوب دِل کھول کر فرمائی تھی۔ اس بارہ میں حضرت مولوی محمد علی صاحب سے میرا ایک جائز شکوہ ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ نے اپنے ہر دو مضامین میں اس محکم قانون کی اس دفعہ شد ومد سے تشریح نہیں فرمائی۔

امید کہ اس محکم قانون کو آپ ضرور ایک دفعہ پھر دنیا کے سامنے بالوضاحت پیش فرما کر حضرت مسیح موعودؑ کی محولہ بالا تفسیر کے ماتحت پبلک کے سامنے وہ رسول اور نبی بھی پیش فرمانے کی جرأت فرمائیں گے۔ جن کے جھٹلائے جانے کی پاداش میں یہ شدید سے شدید عذاب آئے دن دنیا میں رونما ہو رہے ہیں۔ امرِ حق کے اظہار سے ڈرنا مومنوں کا شیوہ نہیں۔ دنیاوی مخالفت کوئی شے نہیں۔ جبکہ آسمانی تائید ہمراہ ہو۔ لہٰذا عذاب سے دنیا کو بچانے کے لئے آپ پبلک کے سامنے یہ نسخہ رکھیں کہ آؤ حضرت مسیح موعودؑ اُمتی نبی کی جماعت میں حقیقی معنوں سے شامل ہو کر خود اور دوسروں کو ان عذابوں سے بچاؤ۔ امید کہ آپ کو ایسا کرنے میں کسی قسم کا انقباض نہ ہوگا۔

جناب مولانا محمد علی صاحب سے ایک اور سوال!

آجکل حضرت مولوی صاحب کو معزز غیر احمدی حضرات نے یہ کہکر تنگ کیا ہوا ہے۔ کہ ہمیں آپ کی تحریروں و تقریروں میں غیر احمدی بتلایا جانا کہاں تک درست ہے۔ حالانکہ ہم بھی حضرت احمد مصطفےٰؐ صلعم کے نام لیوا ہیں۔ اس پر غیر مبائعین میں سخت گھبراہٹ کا عالم رونما ہو رہا ہے۔ اور اس لفظ کو چھوڑ دینے سے متبعین میں ہل چل مچ جانے کے ڈر سے آپ ان سے رائے طلب فرمانے کا اشتہار دے رہے ہیں۔ مگر میں جناب مولوی صاحب سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے غیر متبعین کو کہیں غیر احمدی کے نام سے موسوم فرمایا ہے یا کہ نہیں۔ محض دنیاوی مخالفت کے دباؤ سے دب کر آپ لفظ غیر احمدی کو غیر از جماعت میں تبدیلی فرما کر دنیا کے سامنے ایک اور ڈرامہ پیش نہ فرمائیں۔ میرے خیال میں حقیقت حال کے سامنے دنیا کی کوئی بھی طاقت مغلوب کرنے کے قابل نہ سمجھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ پر تقویٰ رکھیں مخالفین کی محض دلجوئی کوئی معنی نہیں رکھ سکتی۔ ایک اور سوال:۔

میں غیر مبائعین حضرات سے مؤدبانہ یہ بھی سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ نہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف نبی بلکہ ابو النبیین اور نبی الانبیاء ہیں۔ کیا یہ عقیدہ رکھنے سے حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک لازم آتی ہے یا کہ حضورؐ کی عزت دوبالا ہوتی ہے۔ محض خدا کا خوف دِل میں رکھ کر جواب کے لئے کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ بھائیوں کا حق کو جلد قبول کر لینے میں حامی و ناصر ہو۔

آخری سوال

پیغام صلح مجریہ ۱۵ ۶/۳۵ کے صفحہ ۷ کالم ۳ پر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کے کسی ایک مرید کے مضمون کا بقیہ حصہ درج ہوا ہے۔ جہاں آپ فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد علی امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ان نادر ہستیوں میں سے ہیں جن کو حضرت مجدد نے اپنی زندگی میں بھی قابل ترین انسان سمجھ لیا تھا۔ اپنی جیتن حیات میں ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے علاوہ صدر انجمن کے سکرٹری جیسا ذمہ واری کا عہدہ بھی دے رکھا تھا۔

(۲) حضرت مولانا نور الدین مرحوم نے بھی تمام جماعت احمدیہ میں قابل ترین آدمی مولانا موصوف کو پایا اور قرآن کریم کے انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے انتخاب فرمایا حالانکہ اس وقت بہت سے ایم۔ اے اور اعلےٰ انگریزی جاننے والے موجود تھے۔

میں اس بارہ میں جناب مولوی صاحب سے نہایت عاجزانہ طور پر گذارش کروں گا۔ (۱) کہ جب آپ نے ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بارہا جا بجا نبی تحریر فرمایا تھا۔ تو اب آپ اس سے عمدًا انحراف کیوں فرما رہے ہیں۔ آپ نے تو حضورؑ کو "پیغمبر آخر زمان" بھی تحریر فرمایا تھا۔ لیکن اب وہ حالات کہاں دفن ہو گئے۔ کیا ذمہ وار عہدے دار کا یہی اصول ہونا چاہیئے۔ کہ جب عہدہ سے نکلے۔ تو پہلی تحریروں کے خلاف کہنا شروع کر دے۔

(۲) جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے آپ کو قابل ترین آدمی خیال فرما کر قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ تو کیا قابل ترین ایم۔ اے اور اعلےٰ انگریزی جاننے والے ذمہ وار شخص کی طرف سے یہی معاوضہ ہوا کرتا ہے کہ آپ کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی پراپرٹی میں مجرمانہ خیانت سے کام لیا جائے۔ اور قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کا مسودہ عمدًا ساتھ لے جا کر اپنے نام سے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے صریح مخالف باتیں مندرج کر کے شائع کر دیا جائے۔ واقعی آپ کے مرید کا یہ فرمانا کہ ایسا ایم۔ اے اور ایسا اعلیٰ انگریزی جاننے والا نہ مل سکتا ہے بالکل حرف بحرف درست ہے۔ کیونکہ کسی دوسرے ایم۔ اے پاس اور اعلےٰ انگریزی جاننے والے آدمی سے ایسی حرکت سرزد نہ ہو سکتی تھی۔ یہ جناب مولوی محمد علی صاحب ہی تھے۔ جن کے ذمہ ایسا کام خدا نے عمدًا لگا کر یہ ثابت کر دیا۔ کہ بڑے کس طرح چھوٹے ہو سکتے ہیں؟

نیز کیا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا آپ کو منتخب فرمانا یہی معنی رکھتا تھا۔ کہ بس میرے بعد کسی دوسرے کو خلیفہ نہ ماننا اور بغاوت کر کے علیحدہ ہو جانا۔ اس سے تو یہی بہتر تھا۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے بھی انکار کر دیا جاتا:

فتدبّروا۔

خاکسار۔ عبد الکریم خان یوسف زئی احمدی اوورسیئر
(گلگت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

پیدائش عالم

(۹)

قدامت وید

اور

دور تسلسل یا پرواہ سے انادی!

وید کی عدم قدامت کے دلائل تو وید ہی سے مل سکتے ہیں جیسے کہ سوامی جی تمہید تفسیر وید میں بصفحہ ۹ لکھتے ہیں۔

"سب کائنات کے قائم رکھنے والے پرمیشر نے سورج اور چاند وغیرہ سب چیزوں کو مثل سابق بنایا ہے"

(رگوید اشٹک ۸ ادہیائے ۸ ورک ۴۸)

رگوید کے اس منتر سے عیاں ہے کہ ظہور وید سے پہلے بھی کوئی ایسی ہی دنیا گذر چکی تھی۔ اور اس میں یہ وید نہ تھے۔ یا کم سے کم یہ منتر اس وقت موجود نہ تھا۔ کیونکہ جب کبھی بھی ہم اس وید کا ظہور مانیں اس سے پہلے ضرور کوئی سرشٹی ایسی ماننی پڑے گی۔ کہ جس میں یہ وید یا کم سے کم یہ منتر نہ ہو۔ اور اگر ایسی صورت نہیں ہے۔ تو پھر یہ پرمیشر پر الزام عائد ہوتا ہے۔ کہ جب پہلے کوئی سرشٹی ہی نہیں تھی۔ تو پرمیشر "مثل سابق" کیوں کہتا ہے۔ جو فی الحقیقت ایک جھوٹ ہے۔ اور پرمیشر کی شان کے خلاف ہے۔۔۔۔

اسی طرح اس تمہید تفسیر وید میں صفحہ ۶۴ پر لکھا ہے

"اے انسانوں! ×۔۔۔×۔۔۔ تم کو دھرم پر بھی عمل کرنا چاہیئے۔ ادھرم اختیار کرنا نہیں چاہیئے۔ (یہاں نظیر دیتے ہیں) جس طرح زمانہ قدیم کے دویہ یعنے صاحب علم و معرفت و راستی شعار طرفداری و تعصب سے خالی عالم اور ایشور اور دھرم کے حکم کو عزیز ماننے والے تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر اور لائق فائق گذر چکے ہیں"

(رگوید اشٹک ۱ ادہیائے ۸ ورک ۹ منتر ۲)

آریہ مہاشو! اگر وید ابتدائے عالم میں نازل ہوا تھا۔ تو یہ نظیر کیا معنی رکھتی ہے اور کیا یہ جھوٹ نہیں ہے کہ زمانہ قدیم کے صاحب علم لوگ گذر چکے ہیں۔ گذر کہاں چکے ہیں ابھی تو ابتدائے عالم ہی ہے۔ اگر یہ کہو کہ اس سے پہلے بھی دنیا تھی۔ اس میں یہ ہمارے بزرگ گذر چکے ہیں۔ تو کیا اس میں یہ وید نہیں تھا۔ اور اگر اس سے پہلے دنیا کا ذکر کرو گے۔ تو ہم پھر اپنے سوال کو دہرا دینگے۔ غرض جس دنیا کا ذکر کرو گے اسی میں ہم اس وید کے ہونے کے متعلق سوال کریں گے۔ اگر تم کہو گے کہ ہر سرشٹی میں یہی وید تھا۔ تو پھر ہم کہیں گے۔ کہ جب ہر سرشٹی کے آغاز میں یہ کتاب ہے۔ تو اس سے پہلے کسی بزرگ کو لیکر تمثیل بیان کرنا ایک غلطی ہے۔ دوسرے یہ بھی کہ تمثیل معروف انسان کی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ غیر معروف کی۔ اگر مجھ سے کوئی شخص کہے کہ پچھلی دنیا میں ایک بڑا دلاور اور نیک دل انسان گذرا ہے۔ تم اسی کی طرح اپنا چال چلن بناؤ۔ تو میں صاف کہدوں کہ یہ مثال میرے لئے غیر مفید ہے۔ اور یہی سچ ہے کیونکہ اس کے حالات سے ہمیں خبر نہیں۔ نہ کوئی تاریخ وہاں تک رہبری کر سکتی ہے۔ اور نہ وید نے کچھ اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ اور پھر یہ مثال غیر ضروری ہے۔ کیونکہ جس طرح پچھلی سرشٹی میں وہ دان ہو چکے ہیں۔ اسی طرح اس سرشٹی میں بھی ہوئے ہوں گے۔ سوامی دیانند آریہ سماج کے سدھار کے لئے ابھی اس دفعہ ہی پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ پچھلی سرشٹی میں بھی یہی سوامی جی پیدا ہوئے ہونگے۔ کیونکہ دور تسلسل میں اسی طرح ہونا چاہیئے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو پھر پچھلی سرشٹی کے بزرگوں کا ذکر کرنا فضول بات ہے۔ کیونکہ وہی بزرگ اسی سرشٹی میں بھی ہیں۔

اِن تمام مصیبتوں سے بچنے کے لئے سوامی جی نے دور تسلسل کو مان لیا ہے۔ اور ہم دور تسلسل کا رد پہلے کر چکے ہیں۔ لیکن اب ایک خاص پہلو کے لحاظ سے اس پر کچھ لکھتے ہیں۔

سوال۔ نزول وید خاص چار رشیوں پر کیوں ہوا؟

جواب۔ وہی چار شخص بسبب اپنے اعمال کے اِس لائق تھے کہ ان پر نزول وید ہو۔

سوال۔ جب ابھی وید نازل ہی نہیں ہوا تھا۔ تو ایسے اچھے اعمال (کہ جن کے باعث وہ لوگ ایسے پاک ہو گئے۔ کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوا) کس طرح ہو گئے۔ اس سے تو وید کی عدم ضرورت ثابت ہوتی ہے؟

جواب۔ یہ اچھے اعمال پچھلی سرشٹی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ جبکہ وید نازل ہو چکا تھا۔

سوال :- پچھلی سرشٹی میں وید کیوں انہیں چار شخصوں پر نازل ہوا تھا؟

جواب:- اس سے پہلی سرشٹی کے اعمال کے باعث۔

سوال :- کیا کوئی ایسی سرشٹی بھی ہے۔ کہ جس میں وید نہ ہو؟

جواب :- نہیں! کوئی ایسی سرشٹی نہیں ہے۔ بلکہ ہر سرشٹی کے ابتداء میں ہی وید نازل ہوتا رہا ہے"۔

سوال۔ جب ہر سرشٹی کے آغاز میں وید کا نزول مان لیا۔ تو اب ہر سرشٹی سے پہلے اعمال کا ہونا کیونکر ممکن ہے۔ یہ تو محال ہے کہ ہر سرشٹی سے پہلے اعمال ہوں۔ کیونکہ ہر سرشٹی سے علیحدہ اور کوئی سرشٹی نہیں ہو سکتی۔ یا کوئی الگ جون نہیں ہو سکتی۔ کہ جس کے اعمال ہر سرشٹی سے پہلے ہوں۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے۔ کہ جب ہم نہ تھے۔ یہ دنیا کا سلسلہ نہ تھا۔ تب کے کئے ہوئے اعمال اب ہمارے کام آرہے ہیں۔ مگر یہ لغو بات ہے کوئی عقلمند اسے مان سکتا ہی نہیں۔ ہاں دیانندی عاقل اس سے مستثنےٰ ہیں۔

جبکہ یہ سچی بات ہے کہ بغیر ہدایات الٰہی کے کوئی ہدایت یافتہ ہو ہی نہیں سکتا۔ تو ضرور الہام الٰہی کے بغیر کوئی اعمال صالح نہیں ہو سکتے۔ اعمال کی بنیاد اعتقاد صحیح ہے۔ اور اعتقاد صحیح کی بنا الہام الٰہی ہے۔ پس سب سے اول الہام الٰہی ہوا۔ نہ ہمارے کرم۔ پچھلی سرشٹی کے کرم اول تو ثابت ہی نہیں ہیں۔ پھر لطف یہ ہے۔ کہ ان کرموں سے پہلے بھی وید کا نزول ہمارے دوست مان رہے ہیں۔ جس سرشٹی کا ذکر کرو۔ اس میں پہلے وید (علم الٰہی) ہو گا نہ کہ کرم۔ اب اور کونسی سرشٹی باقی رہ گئی کہ جس میں وید تو نہ ہوا ہو اور کرم ہوں۔ اگر کوئی واقعی ایسی سرشٹی ہے۔ تو ہم اپنے سماجی دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں۔ کہ اس وقت بدوں الہام الٰہی کرم کیونکر ہو سکتے۔ اور نیز نزول وید کا زمانہ محدود ہوا۔ یا غیر محدود۔ اگر عقلاً ہی اس وقت کام چل گیا تھا۔ اور الہام کی ضرورت نہ تھی۔ تو آج بھی الہام کی ضرورت کوئی نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی نزول وید کے زمانہ کی حد وہی سرشٹی ہے کہ جس میں وید نازل نہ ہوا تھا"۔

جواب آریہ :- "اصل بات یہ ہے کہ نزول وید اور کرم کا سلسلہ پرواہ سے انادی ہے۔ اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے یہ کہنا کہ الہام پہلے ہے۔ اور کرم پیچھے۔ یا کرم پہلے اور الہام بعد۔ بالکل غلط ہے کیونکہ انادی سلسلہ کا آغاز ہوتا ہی نہیں! الہام الٰہی کی ضرورت ہے۔ اور ہر سرشٹی کے آغاز میں وید مقدس نازل ہوا۔ اور زمانہ نزول وید لاانتہا ہے"!

جوابُ الجواب

مذکورہ بالا جواب سماج کی لاچاری کی پوری پوری تصدیق کر رہا ہے۔ پرواہ سے انادی کہنا ہی میرے خیال میں سماجک سدھانت کے غلط ہونے کے لئے کافی ہے۔ نزول وید (علم الٰہی) ضرور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ہی ہوا ہو گا۔ اور بنی نوع انسان مخلوقات الٰہی میں شامل ہے۔ اور ان کی پیدائش کی ابتدا اور انتہا ہے اگرچہ لاکھوں برس کیا کروڑ در کروڑ برسوں سے ہی یہ سلسلہ پیدائش ہو۔ مگر جبکہ یہ مانا جا چکا ہے کہ ہم مخلوق الٰہی ہیں۔ تو ہماری ابتداء ہوئی۔ اور اگر ہم اپنے باپ دادا کی پشتیں گنتے چلے جاویں تو ضرور ایک ایسے نقطہ پر ہم پہنچتے کہ جس سے آگے سوائے خالق کے کوئی دوسرا نہ ہو گا۔ یا یوں کہو کہ جس طرح اس وقت بقول آریہ سماج ہمارے باپ دادوں کا سلسلہ ان لوگوں پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ کہ جو ابتداء آفرینش کے وقت تربت میں جوان جوان پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح ان تمام سرشٹیوں کے سلسلہ کی بھی ایک انتہا ہے اور وہی بنی نوع انسان کا آغاز ہے۔ اور اسی وقت سے پرکاش وید ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے وید کی نہ تو ضرورت تھی۔ اور نہ اس کا نزول ہوا ہو گا۔

اگر اب بھی ہمارے سماجی دوست یہی کہے جائیں۔ کہ نہیں اس کا نزول انادی ہے تو ان کی مرضی۔ لیکن نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ساتھ ہی سلسلہ عالم کو قدیم ماننا ہو گا۔ اور جب سلسلہ عالم قدیم ہوا۔ تو وہ مخلوق بھی نہ رہا۔ کیونکہ جو قدیم ہے۔ وہ پیدائش اور فنا سے مبرا ہوتا ہے۔ اور اگر اس اصول کو نہ مانا جاوے تو پھر حادث کوئی وجود بھی نہ رہے گا کیونکہ جسے کوئی شخص حادث کہے گا۔ ہم اسے پرواہ سے انادی کہتے جائیں گے۔ اگرچہ ثبوت خاک بھی نہ ہو گا۔

اگر نزول وید کے زمانے کی کوئی ابتدا نہیں ہے تو پھر تم یوں کہو کہ وید کا پرکاش کبھی ہوا ہی نہیں۔ وہ ہمیشہ سے علم الٰہی میں موجود ہے۔ اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ ایک طرف یہ کہنا کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے وید کا پرکاش ہوا۔ دوسری طرف یہ کہنا کہ اس کے ظہور کی کوئی ابتدا نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس کا پرکاش (ظہور) ہوا ہی نہیں۔

اب ایک سماجی جو کچھ کہہ سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ مہاراج یہ تو پرواہ سے انادی سلسلہ ہے اس سے زیادہ ہمیں خبر نہیں مانتا ہے تو مانئے نہیں تو چھوڑیئے۔ سو ہم اب اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ پرماتما اپنا سچا گیان آریہ سماجیوں کے ہر دوں میں الہام کرے۔ کہ جس کی روشنی سے دور ہو کہ یہ لوگ خدا کے راستباز بندوں کی توہین کرتے ہیں۔ جس کا انجام سوائے خسارہ کے کچھ نہیں۔ آمین

(باقی آئندہ)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر دفتر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)